حیاتِ تاج الشریعہ

مولانا محمد شہاب الدین رضوی بریلوی

رضا اکیڈمی

مختصر حالاتِ زندگی جانشین حضور مفتیٔ اعظم تاج الشریعہ علاّمہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

حیات تاج الشریعہ

مولانا محمد شہاب الدین رضوی بریلوی

ناشر

رضا اکیڈمی ممبئی

باہتمام اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف

بفیض: تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلسلۂ اشاعت نمبر 591

نام کتاب: حیات تاج الشریعہ (علاّمہ مفتی اختر رضا خاں ازہری)

مصنف: مولانا محمد شہاب الدین رضوی بریلوی

تحریک: مولانا الحاج محمد سعید نوری چیرمین رضا اکیڈمی، ممبئ

تصحیح: مولانا امین القادری بریلوی

صفحات: ۸۰

سال اشاعت: فروری ۲۰۰۸ء / صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

کمپوزنگ: نوری کمپیوٹر، سیلانی، پرانا شہر، بریلی۔فون:9897242575

ناشر: رضا اکیڈمی، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئ

باہتمام: کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

نوٹ

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنف کاپی رائٹ گورنمنٹ آف انڈیا ۱۸۶۰ء ایکٹ کے تحت محفوظ ہیں۔ بلااجازت کل یا جزء کی اشاعت قانونی جرم ہے۔

رابطہ:

اسلامک ریسرچ سینٹر

58، کسگران، سوداگران، بریلی شریف، یوپی۔ فون:0581-2580796

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ☆ ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

راقم السطور کو پیر طریقت مرشد برحق عارف باللہ تاج الشریعہ فقیہ اسلام جانشین حضور مفتیٔ اعظم قاضی القضاۃ فی الہند نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی قاری محمد اسماعیل رضا عرف محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی سب سے پہلے زیارت کا شرف عرس رضوی ۲۵ ؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء کے موقع پر حاصل ہوا۔ میں عم محترم مولانا حافظ بشارت علی رضوی امام وخطیب جامع مسجد چندر پور کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوا تھا۔ اسی موقع پر مجھے حضرت سے بیعت وارادت کا شرف بھی حاصل ہوگیا۔ حضرت نے شجرہ مبارکہ پر اپنے دست مقدس سے تین جگہ نام تحریر فرما کر عطا فرمایا تھا۔

حضرت قبلہ کی شخصیت کوئی محتاجِ تعارف وبیان نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ بابرکات کو بین الاقوامی سطح پر مرجع خلائق بنا دیا ہے، تشنگانِ علوم ومعرفت آپ سے آکر اکتسابِ فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہے جن کی علمی شوکت وجلالت، عظمت وبزرگی، تقویٰ وطہارت، مسلم الثبوت کے

درجہ پر فائز ہے۔ آپ کے فضائل و کمالات، علوم وفنون، خدمات و کارنامے اور زہد و تقویٰ کا ڈنکا شش جہاتِ عالم میں بج رہا ہے۔

الحمد للہ میری زندگی کے انتہائی مبارک و مسعود ایام ہیں کہ اس حقیر کو اپنے مرشد گرامی کی معیت میں سفر و حضر اور شب و روز رہنا نصیب ہوا ہے۔ اور بہت قریب سے آپ کے معمولات و مشغولات دیکھنے اور ارشادات سننے کا موقع ہر روز ملتا ہے۔ بلا شبہ آپ کی پوری زندگی شریعت و طریقت اور سنت نبویہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ میں نے اپنی ۳۵ سالہ زندگی میں جن اسلاف کی زیارت کی، اور ان کے ساتھ کچھ لمحات گزارنے کا موقع ملا، اور جن کی ولایت و بزرگی، تقویٰ و پرہیز گاری کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ اس مبارک جماعت اولیاء، علماء و مشائخ کے سرخیل و سردار تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی ہیں۔ میں نے حضرت سے سورہ فاتحہ کی تفسیر، القلیوبی، الاشباہ والنظائر، دلائل الخیرات شریف، قصیدہ بردہ شریف، اور بخاری شریف وغیرہ کتب بھی پڑھی ہیں۔ میرے لئے قابلِ فخر کی بات یہ ہے کہ میرے ساتھ حضرت قبلہ اور حضور پیرانی اماں صاحبہ کی بیکراں شفقت و محبت اور الفت و مروّت رہتی ہے۔ حضرت کے صاحبزادہ گرامی میرے ہمدرس رفیق اور پیر زادے حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری اور آپ کی شریک حیات محترمہ راشدہ نوری صاحبہ (بھابی صاحبہ) کی سرپرستی و دعائیں ہمہ وقت مجھے حاصل ہیں۔ جو کچھ بھی میں دین اسلام کی خدمت انجام دے رہا ہوں یا جس حیثیت میں ہوں یہ سب ان حضرات بابرکات کی دعائے سحر گاہی اور سرپرستی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خانوادے کو ہزاروں ہزار سال سلامت رکھے، اور معاندین و حاسدین سے محفوظ و مامون رکھے (آمین) جنہوں نے آج کے ترقی یافتہ دور میں خورد نوازی کی ایک بہترین مثال قائم کی ہے۔

راقم نے ۱۹۸۹ء میں حضرت قبلہ سے وقتاً فوقتاً حالات دریافت کئے تھے، وہ

اس وقت ترتیب دے کر اپنی کتاب ''مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء'' جلد اوّل (مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۰ء) میں شامل کر دیئے۔ مگر چند سالوں سے اکثر یہ دل میں امنگ اٹھتی تھی کہ حضرت کے تفصیلی حالات مرتب کروں، مگر قومی و ملی مصروفیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے وقت نہیں نکال پا تا تھا۔ اللہ بھلا کرے عالی جناب الحاج عبدالرحمٰن تابانی و جناب عبداللطیف رضوی (عہدیداران آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ مالیگاؤں ضلع ناسک) کا، انہوں نے فون پر فون کر کے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا۔ الحمد اللہ یہ زیر نظر کتاب صرف ایک ہفتہ کی محنت میں تیار ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اب میرا مستقبل میں ارادہ یہ ہے کہ حضرت کے مزید تفصیلی حالاتِ زندگی، خدمات اور کارنامے، اور خلفاء و تلامذہ پر مبسوط انداز میں لکھوں۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

آخر میں استاذ گرامی محقق عصر حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی مدظلہ العالی (قاضی شرع و مفتی شہر رامپور) کا ممنون ہوں کہ آپ نے نظر ثانی کے ساتھ بہت جگہ اصلاح فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہمدرد قوم و ملت حضرت مولانا الحاج محمد سعید نوری کا مشکور ہوں کہ انہوں نے طباعت کا انتظام کیا۔ رفیق محترم مولانا امین القادری کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے تصحیح کی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔ اللہ تعالیٰ سبھی کو خدمتِ دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی مزید توفیق عطا فرمائے اور بارگاہِ مرشد میں یہ حقیر سا نذرانہ عقیدت و محبت قبولیت سے سرفراز ہو جائے۔ (آمین)

سگ آستانہ رضویہ

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سینٹر

58۔ کنگران، سوداگران، بریلی شریف

قومی جنرل سکریٹری

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ

(۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/ ۲۸ر اگست ۲۰۰۷ء)

مختصر حالات

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری بریلوی

جانشین مفتئ اعظم

مسند رشد و ہدایت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سوداگران، بریلی شریف

یبین نور الدجی عن نور طلعته — کالشمس بنجاب عن اشرا قها الظلم

یغضیٰ حیاء و یغضیٰ سهابة — فما یکلم الا حین یتبسم

سهل الحليقة لا یخفی بوادره — یزیّنه اثنان حسن الخلق والتمم

مشتقة عن رسوله الله بنعمته — طابت عناصره والخیم والشیم

کلتا یدیه غیاث عما نفعها — تستوکفان ولا یعروهما الحرم

من معشر حسبهم دین وبغضهم — کفر وقربهم منجی و معتصم

(۱) ان کی پیشانی کی چمک سے ظلمتیں دور ہوتی ہیں، جس طرح طلوع آفتاب سے اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔

(۲) شرم وحیا کی وجہ سے آنکھیں نیچی رکھتے ہیں، اوران کی ہیبت سے لوگوں کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

(۳) وہ نرم خو ہیں، ان کی خصلتیں پوشیدہ نہیں ہیں، خوش خلقی اور خوش مزاجی نے زینت بخشی ہے۔

(۴) ان کی صفات، صفات رسول اللہ کی آئینہ دار ہیں۔ ان کی عادتیں و خصلتیں بہت خوب ہیں۔

(۵) دونوں ہاتھ موسلا دھار بارش کی طرح فیض رساں ہیں چاہے مال ہو یا نہ ہو۔

(۶) وہ اس مقدس گروہ کے فرد فرید ہیں، جن کی محبت دین ہے اور بغض کفر، ان کا قرب نجات دینے والا ہے۔

ولادت باسعادت

تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم علاّمہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بن مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بن حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی ۲۵ رفروری ۱۹۴۲ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر

تاج الشریعہ کا خاندان افغان النسل اور قبیلۂ بڑھیچ سے تعلق رکھتا ہے۔ مورث اعلیٰ شہزادہ سعید اللہ خاں قندھار حکومت افغانستان کے ولی عہد تھے، خاندانی اختلاف کی وجہ سے قندھار کو ترک وطن کر لاہور آئے۔ یہاں پر گورنر نے آپ شیش محل میں آپ کے قیام کا انتظام کیا اور دربار محمد شاہ بادشاہ دہلی کو اطلاع بھجوائی، دربار سے شاہی مہمان نوازی کا حکم صادر ہوا۔ پھر شہزادہ سعید اللہ خاں نے دہلی بادشاہ محمد شاہ سے جا کر ملاقات کی، آپ کو بادشاہ نے فوج کا جنرل بنا دیا اور آپ کے ساتھیوں کو بھی فوج میں اچھی جگہ مل گئی۔ روہیل کھنڈ میں کچھ بغاوت کے آثار نمایاں ہوئے تو

بادشاہ نے آپ کو روہیل کھنڈ کی دارالسلطنت بریلی بھیج دیا تاکہ وہاں امن وامان قائم کریں۔آپ کے صاحبزادے سعادت یارخاں دربار دہلی میں وزیر مملکت تھے، ان کو کلیدی قلمدان ملا تھا، ان کی اپنی علیحدہ مہر تھی۔ حافظ کاظم علی خاں کے عہد میں مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہوگیا۔ ہر طرف بغاوتوں کا شوراور آزادی وخودمختاری کا زور تھا۔ آپ اودھ کی کمان سنبھالنے پہنچے۔آپ کے فرزند مولانا شاہ رضا علی خاں بریلوی جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں اہم کردار ادا کیا۔ انگریز نے ان کا سر قلم کرنے کے لیے پانچ ہزار کے انعام کا اعلان کیا تھا۔ آپ کے دو فرزند مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی اور دوسرے مولانا حکیم تقی علی خاں بریلوی تولد ہوئے، جنہوں نے درجنوں کتابیں لکھیں ۔مولانا نقی علی خاں بریلیو کے تین فرزند تولد ہوئے۔ (۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی (۲) مولانا حسن رضا خاں حسؔن بریلوی (۳) مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی

تسمیہ خوانی

جانشین حضور مفتی اعظم کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دارالعلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو دعوت دی۔ حضور مفتیٔ اعظم آل الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہٗ نے رسمِ بسم اللہ ادا کرائی۔ اور ''محمد'' نام پر عقیقہ ہوا۔ پکارنے کا نام ''محمد اسمٰعیل رضا'' اور عرف ''محمد اختر رضا'' تجویز فرمایا۔ حضور مفتیٔ اعظم کی صاحبزادی یعنی جانشین مفتیٔ اعظم کی والدہ ماجدہ نے تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا۔ چونکہ نانا جان کا صحیح جانشین اسی نواسے کو مستقبل میں بننا تھا اور ساری توقعات انہی سے وابستہ تھیں۔ اسی لیے نانا جان حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کی دعائیں بھی آپ کے حق میں نکلتی رہیں۔

القابات وخطابات

جانشین مفتیٔ اعظم نے ویسے تو حضور مفتیٔ اعظم کی حیات ظاہری میں تبلیغی سفر کا آغاز کر دیا تھا مگر باضابطہ طور پر پہلا تبلیغی سفر ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۴ھ میں سوراشٹر (گجرات) کا دورہ فرمایا۔ ویراول، پور بندر، جام جودھپور، اپلیٹا، دھوراجی، اور جیت پور ہوتے ہوئے ۱۵/اگست ۱۹۸۴ء/۱۴۰۴ھ کو امریلی تشریف لے گئے۔ وہاں ہزاروں لوگ داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہوئے۔ رات ۱۲/بجے سے دو بجے تک جانشین مفتیٔ اعظم کی تقریر ہوئی اور ۱۸/اگست کو جونا گڑھ میں ''بزم رضا'' کی جانب سے ایک جلسہ رضا مسجد میں رکھا گیا۔ جس میں امیر شریعت حاجی نور محمد رضوی مارفانی نے ''تاج الاسلام'' کا لقب دیا۔ جس کی تائید مفتیٔ گجرات مولانا مفتی احمد میاں نے کی۔

جانشین مفتیٔ اعظم کو صدر المفتین، سند المحققین اور فقیہ اسلام کا لقب ۱۹۸۴ء/ ۱۴۰۴ھ میں رام پور کے مشہور عالمِ دین حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا بریلوی نے دیا۔

مفکر اہل سنت، فقیہ اعظم اور شیخ المحدثین کا لقب ۱۴/شوال المکرم ۱۴۰۵/ ۱۹۸۵ء کو مولانا حکیم مظفر احمد رضوی بدایونی خلیفہ تاج العلماء حضرت سید اولادِ رسول محمد میاں مارہروی نے دیا۔ اس کے علاوہ مثلاً تاج الشریعہ، مرجع العلماء والفضلاء وغیرہ، فضیلت الشیخ حضرت العلام مولانا شیخ محمد بن علوی مالکی شیخ الحرم مکہ معظمہ، قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی جیسے جید اکابر علماء و مشائخ نے القابات سے نوازا جس کی ایک طویل فہرست ہے۔ شرعی کونسل آف انڈیا میں ملک بھر سے آئے جید

علمائے کرام ومفتیان عظام میں نومبر ۲۰۰۵ء میں قاضی القضاۃ فی الہند کا خطاب دیا۔

حصول علوم اسلامیہ

جانشین مفتی اعظم نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا۔ اسی دوران والد ماجد مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہٗ سے اردو کی کتابیں پڑھیں۔ گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ کرادیا۔ نحو میر، میزان ومنشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دارالعلوم منظر اسلام کے کہنہ مشق اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ تاج الشریعہ نے فارسی کی ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزارِ دبستاں، گلستاں اور بوستاں منظر اسلام استاد حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلوی سے پڑھیں۔ ۱۹۵۲ء میں ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا۔ جہاں پر ہندی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔

مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ کے مرید خاص جناب نثار احمد حامدی سلطان پوری مرحوم کی کوششوں سے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) سے عربی ادب میں مہارت حاصل کرنے کے لیے فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالتواب مصری کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ شیخ صاحب دارالعلوم منظر اسلام میں درس وتدریس دیا کرتے تھے۔ ان کے خاص تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ دورانِ طالب علمی معمول تھا کہ علی الصبح عربی اخبارات استاد کو سناتے اور اردو ہندی کے اخبارات کی خبروں واطلاعات کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے سناتے۔ آپ کو شیخ صاحب بڑی توجہ اور انہماک سے پڑھاتے، آپ کی ذہانت وفطانت کو دیکھتے ہوئے جامعہ ازہر میں داخلہ کا مشورہ مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی کو دیا تو وہ تیار ہو گئے۔ تاج الشریعہ جانشین مفتیٔ اعظم ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ''کلیہ اصول الدین'' (ایم۔اے) میں داخلہ لیا۔ مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر مصر میں رہ کر جامعہ کے فن تفسیر وحدیث کے ماہر

اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

تاج الشریعہ بچپن ہی سے ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔ اور عربی ادب کے دلدادہ تھے۔ جامعہ ازہر مصر میں داخلہ کے بعد آپ کی جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو ہوئی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر محو حیرت ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ

ایک عجمی النسل ہندوستانی، عربی النسل اہل علم حضرات سے گفتگو کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتا۔ واقعی قابل حیرت بات ہے۔

جامعہ ازہر مصر کے ''شعبۂ کلیہ اصول الدین'' کا سالانہ امتحان اگر چہ تحریری ہوتا تھا۔ مگر معلومات عامہ (جنرل نالج) کا امتحان تقریری ہوتا تھا۔ چنانچہ جامعہ کے سالانہ امتحانہ کے موقع پر جب جانشین مفتیٔ اعظم کا امتحان ہوا، تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبہ سے ''علم کلام'' کے چند سوالات کیے، پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جوابات نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ جانشین مفتیٔ اعظم نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ:

آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں، علم کلام میں کیسے جواب دے دیا؟ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟۔

جانشین مفتیٔ اعظم نے جواب میں کہا کہ میں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام کی پڑھی تھیں اور مجھے مطالعہ کا بہت شوق ہے۔ جسکی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں صحیح جواب دیتا۔

آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن جامعہ نے آپ کو جماعت میں پہلا مقام اور پوزیشن دی، اور آپ اوّل نمبروں سے پاس ہوئے۔

جامعہ ازہر سے فراغت

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری مد ظلہ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے، اور وہاں پر تین سال مسلسل رہ کر حصول علم میں مشغول رہے، دوسرے سال کے سالانہ امتحان میں آپ نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے پورے جامعہ ازہر قاہرہ میں امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائی۔ اس کامیابی پر ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

> نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دلبند مولانا اختر رضا خاں صاحب نے عربی میں بی۔ اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی، مولانا اختر رضا خاں صاحب نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اوّل نمبروں سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔ اور انہیں خدمات کا اہل بنائے، اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللّٰھمّ زد فزد۔
>
> (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ستمبر ۱۹۶۵ء)

تاج الشریعہ کی ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر قاہرہ سے فراغت ہوئی تو اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے جامعہ کی مقتدر شخصیات نے آپ کو بطور انعام جامعہ ازہر ایوارڈ پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ ''سند الفراغت والتحصیل علوم الاسلامیہ'' سے بھی نوازے گئے۔

قاہرہ سے بریلی تشریف آوری

جب جانشیں مفتیٔ اعظم جامعہ ازہر سے تعلیم مکمل کر کے بریلی شریف تشریف لائے تو ان کی کیفیت ہی عجیب وغریب تھی۔ دراصل پہلے جامعہ ازہر جانا بہت مشکل مرحلہ تھا۔ مسلسل قیام کی وجہ سے اہل خاندان سے ملاقات ومصافحہ ناممکن تھا، بریلی آمد کی خبر سے خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔ جناب امید رضوی بریلوی یوں تحریر فرماتے ہیں، بعنوان آمدنت باعث مسرت

گلستان رضویت کے مہکتے پھول ، چمنستانِ اعلیٰ حضرت کے گل خوش رنگ جناب مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصۂ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔ بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین واہلِ خاندان، علمائے کرام وطلباء دارالعلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بیشمار معتقدین حضرات نے (جن میں بیرونجات خصوصاً کانپور کے احباب بھی موجود تھے) حضرت مفتیٔ اعظم مدظلہ، کی سرپرستی میں پرتپاک اور شاندار استقبال کیا، اور صاجزادہ موصوف کوخوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیشکش سے اپنے والہانہ جذبات و خلوص اورعقیدت کا اظہار کیا۔

ادارہ مولانا اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو اس کامیاب واپسی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ،ان

کے آبائے کرام، خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا، صحیح وارث وجانشین بنائے۔ ایں دعا از
من واز جملہ جہان آمین باد۔

(مولانا ریحان رضا خاں مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی دسمبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ)

حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی کے بقول کہ:

آپ کو لینے کے لیے حضرت بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے، اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر اتری، سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاء اللہ۔

اندازِ تربیت

حضرت تاج الشریعہ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نشو ونما بڑے ناز ونعم اور خصوصی اہتمام کے ساتھ کی، دورانِ طالب علمی آپ کو تقریر و وعظ کی تربیت دیتے تھے۔ ایک بار والد ماجد نے آپ کو قریب بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ کل سے طلباء (منظر اسلام) کو سیف الجبار (مصنفہ سیف اللہ المسلول علامہ شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی) سنایا کرو گے۔ آپ نے عرض کیا کہ ابا حضور ابھی میری اردو بھی اچھی نہیں ہے، فرمایا کہ سب ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے دوسرے دن سے ہم درس طلباء کو جمع کیا اور خانقاہِ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا۔ اس طرح متعدد بار سیف الجبار کا درس دیا اور

مطالعہ کیا، والد ماجد کے اس سے کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے گی، دوسری عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہوگی، تیسری وجہ یہ تھی کہ تقریر و خطابت کرنے میں تکلف اور جھجک ختم ہو جائے گی۔

دوران تعلیم والد ماجد کا انتقال

جانشین حضور مفتیٔ اعظم جب جامعہ ازہر میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے۔ اسی دوران آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی کا ۶۰ سال کی عمر میں ۱۱/صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/۱۲/جون ۱۹۶۵ء کو انتقال ہو گیا۔ انتقال کی خبر پہنچتے ہی آپ کے قلب پر گہرا صدمہ پہنچا۔ آپ کے ہم درس مولانا شمیم اشرف ازہری (ساؤتھ افریقہ) نے آپ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو تعزیتی مکتوب لکھا، اور آپ کی کیفیت تحریر کی ہے، اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ جانشیں مفتیٔ اعظم نے ایک طویل خط برادر اکبر کے نام تحریر کیا اور والد صاحب کے انتقال کی تفصیلات معلوم کیں اور ایک تعزیتی نظم بھی تحریر فرمائی۔ یہ تمام چیزیں راقم السطور کے پاس محفوظ ہیں۔

کس کے غم میں ہائے تڑپا تا ہے دل ☆ اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا ☆ ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختر پر عنایت کیجئے ☆ میرے مولا کس کو بہکاتا ہے دل

اساتذہ کرام

آپ کے اساتذہ میں قابلِ ذکر اساتذۂ کرام کے نام درج ہیں:

۱۔ حضور مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ
۲۔ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری

۳۔ مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی رضوی بریلوی

۴۔ فضیلت الشیخ مولانا علامہ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر قاہرہ

۵۔ حضرت علامہ مولانا محمود عبد الغفار استاذ الحدیث جامعہ ازہر قاہرہ

۶۔ استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی اعظمی

۷۔ فضیلت الشیخ مولانا عبد التواب مصری استاد منظر اسلام بریلی

۸۔ مولانا حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلوی

درس وتدریس

تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری کو ۱۹۶۷ء میں دار العلوم منظر اسلام میں درس وتدریس دینے کے لیے پیش کش کی گئی۔آپ نے اس دعوت کو قبولیت سے سرفراز کیا۔ ۱۹۶۷ء سے تدریس کے مسند پر فائز ہو گئے۔تاج الشریعہ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا رحمانی میاں بریلوی نے ۱۹۷۸ء میں ”صدر المدرسین“ کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر کیا۔ اور اس عہدے کے ساتھ ”رضوی دار الافتاء“ کے ”نائب مفتی“ بھی رہے۔آپ نے اپنے عہد میں تعلیمی نظام کی بہتری، اساتذہ وطلباء سے حسن سلوک، درس وتدریس میں محنت شاقہ، مدرسہ کا نظام اعلیٰ ذہن وفکر کے ساتھ کرتے رہے اور مدرسے کو بام عروج تک پہنچایا۔ درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔

ہندوستان گیر تبلیغی دورے کی وجہ سے یہ سلسلہ کچھ ایام کے لیے منقطع ہو گیا ۔مگر کچھ ہی دنوں بعد اپنے دولت کدے پر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ کثرت سے شرکت کرنے لگے۔ ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۸ھ کو جامعہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مراد آباد میں بخاری شریف کا افتتاح کیا۔ ۱۴۰۹ھ کو دار العلوم امجدیہ کراچی (پاکستان) میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا اور

ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی شریف میں شرح وقایہ کا طویل سبق پڑھایا۔ اب تک ملک و بیرون ممالک میں نہ جانے کتنے مدارس و جامعات میں درس بخاری دیئے ہیں۔ جامعہ فاروقیہ بنارس میں ختم بخاری کے موقع پر صاحب بخاری اور آخری حدیث پر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی۔

خاندان رضا کی فتویٰ نویسی

خاندانِ امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کی مدت فتویٰ نویسی کا مندرجہ ذیل جائزہ ایمان اور یقین کو روشن کرتا ہے۔ مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء انجام ۱۲۸۲ء۔ امام احمد رضا کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء انجام ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء۔ حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء انجام ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء۔ حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی کی فتویٰ نویسی کا آغاز ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء انجام ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۱ء۔

بحمدہ تعالیٰ یہ سلسلۂ زریں جس کی مدت ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء تک ۱۸۱ سال ہوتی ہے، اب بھی خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سوداگران بریلی سے تاج الشریعہ ۱۹۶۷ء سے فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ دورانِ درس و تدریس حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ اور مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری کی زیر نگرانی فتاویٰ لکھتے رہے۔ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے پاس فتاویٰ کی کثرت کی وجہ سے کئی مفتی کام کرتے۔ حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا:

> اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس (فتویٰ نویسی) کے کام کو انجام دو۔ میں (دارالافتاء)

تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

موجود لوگوں سے مخاطب ہوکر حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا:

آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں، انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔

اسی دوران سے لوگوں کا رجحان تاج الشریعہ کی طرف ہوگیا۔ علمی مشاغل، فقہی باریکیاں، فتاویٰ کے اجراء اور اشاعت اسلام وسنیت کے لیے دور دراز مقامات کا سفر اور مختلف اجلاس کی صدارت کے لیے، دعوتوں کا انبار لگنے لگا۔

فتویٰ نویسی کا آغاز

جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت کے طور پر علمی وفقہی صلاحیتوں اور جزیات فقہیہ پر کامل دسترس، علم قرآن وحدیث پر مکمل ادراک عطا فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے فتویٰ ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ میں تحریر فرما کر مفتی سید افضل حسین مونگیری صدر دارالافتاء منظر اسلام کو دکھایا، آپ نے فرمایا کہ اب میں نے دیکھ لیا ہے نانا محترم کو دکھا آیئے، پھر آپ نے اپنے نانا تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ملاحظہ فرما کر آپ سے مخاطب ہوکر داد تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی اور ہدایت کی کہ دارالافتاء میں آکر فتویٰ لکھا کرو اور مجھے دکھایا کرو۔ اس سے پہلے فتوی میں سوالات کے شافعی وکافی جوابات دیئے۔ یہ استفتاء مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا۔ جس میں طلاق، نکاح، میراث سے متعلق مسائل شرعیہ دریافت کیے گئے تھے۔ آپ نے تفصیل سے دلائل وبراہین کے ساتھ فتوی کو مزین کر کے استاد محترم اور نانا جان سے داد وتحسین حاصل کی۔

نبیرۂ استاذ زمن حضرت مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی کہتے ہیں کہ:

کبھی کبھی ناغہ ہو جاتا تھا تو حضرت کی اہلیہ محترمہ پیرانی اماں صاحبہ علیہ الرحمہ دریافت فرماتیں کہ آج اختر میاں نہیں آئے ہیں۔ ان سے کہو کہ روزانہ آیا کریں۔ حضرت ان کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

تاج الشریعہ جب بھی فتاویٰ کی اصلاح کے لیے حاضر خدمت ہوتے تو حضرت آپ کو اپنے قریب بیٹھاتے، فتاویٰ ملاحظہ فرماتے اور ضرورت کے تحت کچھ اضافہ یا ترمیم و تدلیل فرما کر دستخط فرما دیتے، یہ معمول برسوں رہا۔ اور حضرت کے ایام علالت دفتری کاموں، دارالعلوم مظہر اسلام اور سند خلافت و اجازت پر دستخط کرنے اور مہر کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے سپرد فرما دیں تھیں۔ جس کو آپ نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ آپ خود اپنے فتویٰ نویسی کی ابتداء یوں تحریر فرماتے ہیں:

میں بچپن سے ہی حضرت (مفتیٔ اعظم) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیانِ کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی، اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔

(ماہنامہ استقامت کانپور ص: ١٥١ رجب المرجب ١٤٠٣ھ/١٩٨٣ء)

تاج الشریعہ نے راقم السطور کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

میں نے دارالعلوم منظر اسلام میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پر نوٹ کرلیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی صحبت و استفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔

تقریباً بیالیس سال سے مسلسل حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے اس منصب کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، تاج الشریعہ کے فتاویٰ عالمِ اسلام میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تادمِ تحریر فتاویٰ کے رجسٹروں کی تعداد اکتیس سے متجاوز ہوگئی ہے۔

مرکزی دارالافتاء کا قیام

۱۹۸۱ء میں تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے دولت کدے پر (جہاں تاج الشریعہ کی مستقل سکونت ہے) مرکزی دارالافتاء کی بنیاد ڈالی، ۱۹۸۲ء میں گھر پر ہی مسائل کے جوابات عنایت فرماتے تھے۔ باضابطہ طور پر کسی ادارہ کی بنیاد نہیں پڑی تھی، مگر علماء ومشائخ اور عوام اہل سنت کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے ''مرکزی دارالافتاء'' کے قیام کا فیصلہ کیا۔

اس وقت حضرت روزانہ دارالافتاء جلوہ افروز ہوتے اور آپ نے مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مولانا مفتی محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی، مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی کو مفتی کی حیثیت سے مرکزی دارالافتاء میں مقرر فرمایا۔ فتاویٰ کو رجسٹر میں نقل کی خدمت کے لیے مولانا عبدالوحید خاں بریلوی کو مامور کیا گیا۔ مولانا عبدالوحید بریلوی مرحوم نے ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک فتاویٰ کی نقل کا کام کیا۔ آج مرکزی دارالافتاء میں مولانا کے ہاتھ سے مندرج فتاویٰ کے ۸۰؍رجسٹر ہوں گے۔ موجودہ وقت میں مرکزی دارالافتاء سے جاری فتاویٰ کی حیثیت ملک و بیرون ممالک میں حرف آخر کا درجہ میں ہیں۔ جس مسند افتاء کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی وہ آج تک بارونق ہے۔

ازدواجی زندگی

مفسر اعظم ہند نے جانشین مفتیٔ اعظم کا عقد مسنون حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کی دختر نیک اختر صالح سیرت کے ساتھ طے کر دیا تھا، جس کی تقریب ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء/ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کو محلّہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ جن سے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا قادری بریلوی اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ جن میں چار کی شادیاں ہو چکی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے فرزند کو سلف صالحین اور خاندان رضا کا سچا نمونہ بنائے اور صاحبزادہ گرامی کو والد بزرگوار تاج الشریعہ کا صحیح معنوں میں جانشین اور قائم مقام بنائے۔ آمین۔

حج وزیارت

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری نے پہلا حج ۱۴۰۳ھ/۴ر ستمبر ۱۹۸۳ء—— دوسرا حج ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء—— تیسرا حج ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں ادا کیے۔ اور متعدد بار عمرہ سے بھی فیضیاب ہوئے۔ اب ہر سال رمضان المبارک کے حسین ایام مکہ شریف اور مدینہ شریف میں گزارتے ہیں۔ زیارت روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شمع کبھی کبھی سال میں دو دو بار فروزاں ہوتی ہے اور زیارتِ حرمین سے مستفیض ہوتے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ

اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ انہوں نے یہ سب بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لیے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھیں۔ اندرا گاندھی کے ساتھ ان کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانہ شاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے، رقیبوں کو قیدِ سلاسل میں جکڑ کر نذرِ زنداں کر دیا گیا، "میسا" جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دے دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی، اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نطقہ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لیے دارالافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیوبند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت

اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر تاج الشریعہ نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی کے دستخط ہیں۔

فتوی کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لیے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتوی سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگانِ حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

حق گوئی و بے باکی

اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو جن گوناگوں صفات سے متصف کیا ہے۔ ان صفات میں ایک حق گوئی اور بے باکی بھی ہے۔ آپ نے کبھی بھی صداقت و حقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کتنے ہی قید و بند، مصائب و آلام اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہننا پڑیں۔ کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی منشاء کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا۔ جب کبھی فتویٰ تحریر فرمایا تو اپنے اسلاف، اپنے آباء و اجداد کے قدم بقدم ہو کر تحریر فرمایا۔ جس طرح جد امجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مفتی اعظم مولانا مصطفٰے رضا نوری بریلوی نے بے خوف و خطر فتاوے تحریر فرمائے۔ اسی طرح اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جانشین مفتیٔ اعظم نظر آتے ہیں۔ اس حق گوئی کے شواہد آج آپ کے ہزاروں فتاویٰ اور واقعات ہیں جو ملک اور بیرون ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

سعودی مظالم کی کیفیت جانشین مفتی اعظم کی زبانی

جانشین حضور مفتیٔ اعظم اپنی شریک حیات (پیرانی اما صاحبہ) کے ساتھ حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے، عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کرلیا، بلا وجہ گیارہ (۱۱) دن جیل میں رکھ کر بغیر مدینہ شریف کی زیارت کرائے ہندوستان بھیج دیا۔ مندرجہ ذیل سطور میں حضرت کی زبانی پوری رپورٹ پیش ہے:

بمبئی ۱۳؍ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۷ ۱۴۰ھ میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام جانشین مفتیٔ اعظم کے مکہ مکرمہ میں بیجا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک شاندار اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر علاّمہ ضیاء المصطفےٰ رضوی امجدی نے فرمائی۔ بمبئی کے علماء ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علماء نے شرکت فرمائی۔ مجمع تقریباً پچاس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ مجمع جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں جانشین مفتیٔ اعظم نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کئے جانے سے متعلق اپنا یہ مختصر سا بیان دیا۔ وھو ھذا۔

۳۱؍اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی۔ آئی۔ ڈی اور پولیس کے لوگ میری قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا۔ پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا۔ میرے ساتھ میری پردہ نشین بیوی تھیں۔ میں نے انھیں باتھ روم میں بھیج دیا۔ پھر سی۔ آئی۔ ڈی۔ نے باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا، اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کے نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارننگ دی۔ میرے سامان کی تلاشی لی۔ میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ

کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی ، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضہ میں لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کے پاسپورٹ ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔ آئی۔ ڈی۔ آفس لائے۔ اور یکے بعد دیگرے میرے رفقاء محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔

مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا کہ تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا۔ میں حرم سے دور رہتا ہوں ، حرم میں طواف کے لیے جاتا ہوں ، اس لیے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے ؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے ،تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں۔ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں ، اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے میں نماز علیٰحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا کہ یہ کتابیں مجھے انھوں نے چند روز پہلے دی ہیں ، جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں نے کہاہاں! یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے۔

اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت

جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی-آئی-ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ، قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کے رد میں چھ رسالے جزاء اللّٰہ عدوہ قہر الدیان ، السوء العقاب وغیرہ لکھے ہیں ۔ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم قادیانی ایک ہیں، یہ غلط ہے، اور وہی لوگ ہمیں "بریلوی" کہتے ہیں۔ جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ "بریلوی" کسی نئے مذہب کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم "اہل سنت و جماعت" ہیں۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے، اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو "اہل سنت و جماعت" کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے "بریلوی" کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں، ہم پر بہتان ہے سی۔آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے "وہابی" اور "سنی" کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب، اور ان کی شفاعت، اور ان سے توسل، اور استمداد اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو بھی جانتے ہیں، اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر آیاتِ قرآن سے میں نے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علم غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی۔ آئی۔ڈی۔ کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال بھی غیب

کی خبر ہے۔ اس لیے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے مطالبہ پر میں نے توسّل کی دلیل میں وابتغوا الیه الوسیلة آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ مقبول بارگاہِ الوہیت ہیں، بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجۂ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کی بنا پر کافر و مشرک بتاتے ہیں، لیکن ہم ان کو محض اس بنا پر کافر و مشرک نہیں کہتے (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی آئی۔ ڈی نے میرے لیے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا ”میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں“ میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے، اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔ آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ امام احمد رضا کا پیرو ہوں اور بریلویوں میں سے ایک ہوں، اور ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے

ہیں۔ اقرارنامہ کے آخر میں میرے مطالبہ پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ ''بریلویت'' کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو ''اہل سنت و جماعت'' کہلوانا ہی پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں بار بار وہی سوالات دہرائے، بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کانفرنس حکومت کے پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں نہ کسی حکومت سے ہمارا رابطہ ہے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا، بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پیرو اہلسنت و جماعت کو ''رابطہ عالم اسلامی'' میں نمائندگی دی جائے۔ جس طرح ''ندویوں'' وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔ تیسری نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرارنامہ خود تیار کر چکے، تو مجھ سے ایک بڑے سی۔ آئی۔ ڈی آفیسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے، ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا، میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا، بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا، لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا

۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدّہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ایئر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی، اور راستہ میں نماز ظہر کے لیے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ

ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ میں دوران حج جانشین مفتی اعظم کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبۂ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن تک قید و بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن جانشین مفتی اعظم اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی ایک لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہل سنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اخبارات و رسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلماء، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں و جماعتوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کیے۔ اور حکومتِ سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبد اللہ اور ترکی بن عبد العزیز سے ملاقات

جانشین مفتی اعظم کی گرفتاری کے ردعمل و قائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبد اللہ (موجودہ بادشاہ) اور ترکی بن عبد العزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری مولانا عبد الستار خاں نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی،

شاہ محمد جیلانی صدیقی، مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علماء اہل سنت نے حکمران سعودیہ کو پرزور انداز میں گرفتاری پر احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان کرنے پر مطالبہ کیا، جس پر ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کرلیا اور امت مسلمہ کے لیے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا کہ:

حرمین شریفین میں ہر مسلک و مذاہب کے لوگ اب آزادانہ اپنے طور وطریقوں سے عبادت کریں گے۔ کنزالایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقہ پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

(روز نامہ الاحرام قاہرہ ۱۲ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء روزنامہ جنگ لندن۔ ۳ر مارچ ۱۹۸۷/ ۱۴۰۷ھ)

بالآخر قربانی رنگ لائی اہلسنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا، اور لندن میں سعودی فرماں روا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ”حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقہ پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی“ ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ نے لندن میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبدالعزیز شہزادہ عبداللہ (موجودہ بادشاہ حکومت سعودیہ) سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ر مئی ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے جانشین مفتی اعظم کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندستان مسٹر فواد صادق

مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ:

حکومت سعودی عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لیے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا ہے۔ اور ہم آپ سے گذشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں۔

جانشین مفتی اعظم ۲۴ر مئی ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائٹ سے وایا جدہ، مدینہ منورہ پہنچے۔ سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع ٹیلیکس جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دے دی تھی۔ سعودی سفیر مسٹر فواد صادق مفتی نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی لی۔ جانشین مفتی اعظم عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے۔ دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے پر جوش استقبال اور خیر مقدم کیا۔

تقویٰ شعاری

آج کل پیر، فقیر، عالموں، عاملوں کے ارد گرد عورتوں کا ہجوم لگا رہنا عام سی بات ہے، جہاں دیکھئے منہ کھولے چلتی پھرتی نظر آئیں گی۔ حیا نام کی کوئی چیز ہی باقی نہیں رہ گئی ہے، مگر جانشین مفتی اعظم کی تقویٰ شعاری ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لیے حاضر ہیں۔ جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منھ کھلے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا پردہ کرو، بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے نقاب ڈالو'' لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول ص: ۵۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی ۱۹۹۰ء)

سب عورتوں نے نقابیں ڈال لیں پھر بیعت فرمایا، شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو۔ سفر چاہے جیسا ہو، ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین یا گاڑی سے نماز کا وقت

ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں۔ اکثر راقم السطور کو حکم فرماتے کہ مصلی بچھاؤ، نماز پڑھوں گا، چاہے ایر پورٹ ہو یا اسٹیشن نماز تو قضا نہیں ہوتی۔ نماز پڑھنے کی سبھی کو تاکید فرماتے۔ حضرت راقم سے اکثر پوچھتے کہ نماز پڑھی کہ نہیں اگر معلوم ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً ۱۵ سال تک میں نے حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر نماز حضرت کی کوئی قضا نہیں ہوئی۔ اللہ اکبر۔

خلافت واجازت کی شاندار تقریب

جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی کے خلافت واجازت کی تقریب، ایک حسین اور شاندار تقریب تھی، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے سہ روزہ اجلاس ۱۳/۱۴/۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء/ ۶/۷/۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کی صدارت اور سرپرستی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے فرمائی۔

حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام کو حکم دیا کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء/ ۸ر شعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ر بجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔ میلاد خواں حضرات علماء و مشائخ اور طلبہ مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی دعوت شرکت دے دی جائے۔ شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی۔ محفل میلاد شریف کے آخر میں حضور مفتی اعظم تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ سہروردیہ، نقشبندیہ چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالا ولیت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ تمام اوراد و وظائف، اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر، تعویذات وغیرہ وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

اس موقع پر مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رئیس اعظم اڑیسہ، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمٰن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الٰہ آبادی، مفتی نذیر الاکرم نعیمی مرادآبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہانپوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلشی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہ جیسے جید علماء مشائخ موجود تھے۔ سبھی حضرات نے اٹھ اٹھ کر یکے بعد دیگرے تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔ (ماہنامہ نوری کرن بریلی ص: ۴۰، فروری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ)

جانشین مفتی اعظم کو بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بیعت فرمالیا تھا اور بیس سال کے بعد خود ہی حضور مفتی اعظم نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ جب حضور مفتی اعظم نے ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ کو خلافت عطا فرمائی۔ اس وقت شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد رضوی جعفری علیہ الرحمہ، برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبلپوری نے فرمایا کہ حضور مفتی اعظم سے میری گفتگو اس بارے میں ہوئی ہے کہ حضور مفتی اعظم نے فرمایا تھا کہ ''جانشین اپنے وقت پر وہی ہوگا جسے ہونا ہے'' صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ نے عرس چہلم حجۃ الاسلام کے موقع پر فرمایا تھا کہ ''میں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے دریافت کیا تھا کہ حضور آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا: بڑے مولانا۔ میں نے عرض کیا، ان کے بعد فرمایا مصطفےٰ رضا (حضور مفتیٔ اعظم) عرض کیا، ان کے بعد فرمایا جیلانی، بشرطکہ علم و عمل کی قید، سنیت اعلیٰ حضرت ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مرید کیا تو شجرہ پر تحریر فرمایا: ''خلیفہ انشاء اللہ بشرط علم وعمل'' یہ رجسٹر مریدین میں تحریر فرمایا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اپنے جانشین

کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''اس (علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری) لڑکے سے بہت امید یں وابستہ ہیں''۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے آخری زمانہ میں ایک تحریر جانشین مفتی اعظم کو عنایت فرمائی اور اس میں اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر کیا۔

۱۴/۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء مولانا مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال ''قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد'' کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علماء و مشائخ اور فضلاء و دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو یہ کہہ کر:

> فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خانصاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت و اجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔

بعدہٗ احسن العلماء مولانا سید حسن میاں برکاتی نے جانشین مفتی اعظم کی دستار بندی کی اور نذر بھی پیش کی۔

سید العلماء مولانا الشاہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اور خلیفہ امام احمد رضا برہان الملت حضرت مفتی برہان الحق رضوی جبلپوری علیہ الرحمہ نے بھی تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا، اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا بریلوی مہتمم منظر اسلام نے اپنی ادارت میں شائع ہونے والے ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' میں بعنوان ''کوائف دار العلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ تحریر اس زمانے کی ہے جب مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا بریلوی قدس سرہ کی طبیعت بہت زیادہ علیل تھی، اور سارے لوگوں کو یہ امید تھی کہ اب مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی ظاہری دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

> بوجہ علالت یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہٰذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار اور عبا اور طلبہ کی دستار و عبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص:۳۲، دسمبر ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ)

تعداد مریدین معتقدین

فقیہ اسلام علامہ مفتی اختر رضا ازہری کے مریدین ہندوستان، پاکستان، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، بنگلہ دیش، موریشس، سری لنکا، برطانیہ، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، امریکہ، عراق، ایران، ترکی ملاوی، جرمن، متحدہ عرب عمارات کویت، لبنان، مصر، شام، کناڈا وغیرہ ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مریدین میں بڑے بڑے علماء، مشائخ، صلحاء شعراء، ادباء، مفکرین، قائدین، مصنفین، ریسرچ اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور محققین ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہ اپنے سامنے لوگوں کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے حکم فرماتے، یہاں تک ہی نہیں بلکہ مفتیٔ اعظم قدس سرہ نے اپنے سامنے لوگوں کی کثیر تعداد کو تاج الشریعہ کے ہاتھ پر

بیعت کروایا۔ اور بہت سے مقامات پر اپنا جانشین اور قائم مقام بنا کر روانہ کیا۔ مجمع کے مجمع نے آپ کے دست مبارک پر بیعت قبول کی۔ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی سب سے زیادہ حضور مفتی اعظم کے بعد اگر کسی پیر طریقت کے مریدین و معتقدین ہیں تو صرف تاج الشریعہ کے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق ۲ رکروڑ مریدین ہیں، ہندوستان کا کون سا ایسا گوشہ، قصبہ یا شہر ہے جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں مرید نہیں۔ راقم السطور نے پورے ملک کا حضرت کے ساتھ سفر کیا ہے، جلسوں میں حال یہ رہتا ہے کہ ایک لاکھ کا مجمع پورا کا پورا داخل سلسلہ ہو جاتا ہے۔ ان دو بزرگوں نے حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ قادریہ کو وسیع سے وسیع تر کر دیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ الٰہی سے جانشین مفتیٔ اعظم کو عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وافر حصہ عطا ہوا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گم ہوکر ''حدائق بخشش'' کا بیش بہا تحفہ قوم وملت کو دیا۔ انہیں کے حقیقی جانشین نے عشق رسول سے سرشار ہوکر ''سفینۂ بخشش'' جیسی نعت ومنقبت کا مجموعہ عطا فرمایا کہ اس کے اشعار پڑھیئے اور عشق رسول میں گم ہو جائیے۔ بسا اوقات یہ مشاہدہ ہوا کہ اپنا کلام جب پڑھتے ہیں تو وارفتگی سی چھا جاتی ہے۔ آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبانے لگتی ہیں۔ اور نعت شریف پڑھتے وقت ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شعروشاعری اور نمونۂ کلام

جانشین مفتیٔ اعظم نے تینوں زبانوں میں شعروشاعری میں طبع آزمائی کی۔ اس کی یہاں پر قدرے وضاحت کی جاتی ہے۔ آپ کو زمانۂ طالب علمی میں ہی شعرو شاعری کا شغف ہو گیا تھا۔ مگر زیادہ رجحان اس کی طرف نہ تھا۔ ابتداء میں شاعری کی

اصلاح اپنے اساتذہ اور والد ماجد سے لیتے رہے۔ زمانۂ طالب علمی کی نعتیں، نظمیں ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور ماہنامہ نوری کرن بریلی میں چھپتیں رہیں ۔ آستانہ رضویہ پر منعقد ہونے والے مشاعرہ میں بھرپور حصہ لیتے اور اعلیٰ کامیابی ہوتی۔ تاج الشریعہ اور آپ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی بریلوی کی شاعری کا موازنہ بھی ہوتا ۔ سننے والوں کا کہنا ہے کہ ہر دو شخص کے کلام میں ایک علیحدہ ہی چاشنی ہوتی۔ آپ کو شعر گوئی کا شوق زمانۂ طالب علمی سے ہی تھا۔ شہر میں منعقد ہونے والے مشاعروں میں شریک کرتے۔ حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی اور جناب امید رضوی بریلوی کو وقتاً فوقتاً دکھا لیتے تھے۔ انیس سال کی عمر کی ایک نعت پاک کے چند شعر ملاحظہ ہوں ۔

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال

اک اشارہ سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صلی علیٰ شانِ جمال

فرش آنکھوں کو بچھاؤ رہ گزر میں عاشقوں
ہر طرف دیکھیں گے ایسے جلوۂ شانِ جمال

مر کے مٹی میں ملے وہ باخدا بالکل غلط
مثل سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطانِ جمال

حاسدانِ مصطفیٰ کو دیجئے اختؔر جواب
درحقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطانِ جمال

مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو ایک حادثہ میں چوٹ آجانے کے بعد جانشین مفتیٔ اعظم کو کئی راتیں ٹھیک سے نیند نہیں آئی۔ شب ۱۰ / مارچ ۱۹۸۷ء کو رات بھر نہ سو

سکے اور اسی اضطراب کے عالم میں انھوں نے مندرجہ ذیل نعت اقدس کہی۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستم گر میں

نبات جلوہ گاہ ناز میرے دیدۂ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں

مدینہ سے رہیں کیوں دور اس کو روکنے والے
مدینہ میں خود اختؔر ہے مدینہ چشم اختؔر میں

جب جانشین مفتی اعظم کو گنبد خضرا کی زیارت کرے بغیر ہندوستان واپس بھیج دیا گیا، تو حکومت سعودیہ کے ظلم و بربریت سے متاثر ہو کر یہ نعت پاک کہی۔ یہ وہ موقع تھا جب ۱۷ رفروری ۱۹۸۷ء کو جھریا بہار کے ایک جلسہ میں ایک شاعر نے اسی زمین میں ایک نعت پڑھی۔ آپ نے برجستہ اسٹیج پر ہی سات شعر کہے، اور بقیہ اشعار ٹرین میں کہے۔ چودہ اشعار میں سے چند ملاحظہ ہوں ؎

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانہ پر
ان کے آستانہ کی خاک میں مَیں مل جاتا
موت لے کے آجاتی زندگی مدینہ میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا
دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کِھل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خَجِل خَجِل ہوتا
میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا
ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

مولانا عبدالحمید رضوی افریقی حضور مفتیٔ اعظم کی نعت پاک

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

حضور مفتیٔ اعظم کی مجلس میں پڑھ رہے تھے، جب یہ مقطع پڑھا۔

آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

تو حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا کہ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کا دل تو روشن ہے، اب اس کو یوں پڑھو۔

آباد اسے فرما ویراں ہے دل نجدی

جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

اس وقت جانشین مفتیٔ اعظم مجلس میں رونق افروز تھے، اور فوراً برجستہ حضور مفتیٔ اعظم کے سامنے عرض کیا۔ حضور مقطع کو اس طرح پڑھ لیا جائے۔

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دلِ نوریؔ

تا حشر رہے روشن نوریؔ کا یہ کاشانہ

حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے یہ مقطع بہت پسند فرمایا اور داؤں سے نوازا۔

جانشین مفتیٔ اعظم نے عربی زبان میں حضور مفتیٔ اعظم کے وصال پر تاریخ وصال کہی، چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ثوى المفتى العظام مخلدا

بدارٍ فالكرم بها من دار

حوت فى عقرها شمس الزمان

فامست من سنها مطلع الانوار

سماءِ الفضل بدر سمائنا

اياويه فيناكا سماء المدرار

سماء ته غابت فاظلمت الدّنىٰ

فمن توقوف موفق المحتار

رحيلك شيخى ثلمة ائّ ثلمة

بذالدين جلّت عن الاطهار

سئلون اختر ارخرحلة سيدى

فقلت "عظيم الشان" ليتنا الدار

چند غیر مسلموں کا قبول اسلام

تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کے دست مقدس پر مشرف باسلام ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، مگر یہاں پر چند نو مسلمین کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قوم قبل اسلام ریاوار نام گلاب سنگھ بعدہٗ مسلم رضوی، یہ رہنے والے جبل پور بھوٹا تال کے ہیں، بچپن کے زمانے میں گھر سے نکل گئے تھے اور سادھوؤں کی جماعت میں رہتے رہے، جوانی کا عالم اسی عالم میں گزرا۔ محمد مسلم رضوی کے ساتھیوں میں ایک ساتھی لڑکا مسلمان تھا۔ اس کے ہمراہ بچپن کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے اور مذہب اسلام کی کتب کا تذکرہ اس نے کیا تھا۔ سادھوؤں میں رہ کر جب سکون نہیں پایا تو مذہب اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

دریافت کرنے پر بتایا کہ مجھے اس میں بہت سکون ملا اور میرا دل ایک دم مضطرب ہوگیا کہ مذہب اسلام قبول کرلوں، فوراً بریلی شریف حاضر ہوا۔ یہاں پر چاند جیسے چہرے والے ایک شخص کو دیکھا۔ ان کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے جانشین ہیں۔ اس وجہ سے میرا دل اور بے قرار ہوا، میں نے عرض کیا حضور آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، فوراً جانشین مفتیٔ اعظم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا نیز سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت بھی فرمالیا۔

نومسلم جناب محمد احسن رضوی (سابقہ نام مسٹر جارج اسٹیفن) جو مع فیملی عیسائی سے مسلمان ہوئے ہیں۔ محمد احسن رضوی کیتھولک چرچ نرائن گڑھ ضلع انبالہ پنجاب میں ایک مبلغ اسپیکر اور ٹیچر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور انہیں وہاں کافی مراعات حاصل تھیں، تبلیغی وتحریری کاموں کے علاوہ ان کے ذمہ بائبل کا درس

اور قرآن، بائبل کا تقابلی مطالعہ کرانا، نیز مسلم مذہب پر تنقید کا کام بھی سونپا ہوا تھا۔ محمد احسن رضوی اردو زبان وادب میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ فارسی اور عربی سے بھی واقفیت ہے۔ قرآن مجید بہت اچھی طرح سے پڑھتے ہیں، اور انہیں قرآن مقدس کی بہت ساری آیتیں اور سورتیں یاد ہیں۔ نیز ان کی مذہبی معلومات بھی کافی وسیع ہیں، اور انہیں اس بات پر فخر ہے اور مسرت بھی کہ انھوں نے اسلام غور وفکر کے بعد قبول کیا ہے، اور یہ کہ وہ صحیح راستے پر آگئے ہیں، اور انھوں نے سچا مذہب اور دین فطرت قبول کرلیا ہے۔

۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ میں جانشین مفتیٔ اعظم کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے اور انہیں سے داخل سلسلہ بھی ہوئے، کچھ ایام تک جانشین مفتیٔ اعظم کے دولت کدے پر قیام پذیر رہے اور دینیات روزہ، نماز، اسلامی طور طریقے سیکھے، بریلی شریف کا پتہ انہیں فتاویٰ رضویہ جلد گیارہ سے معلوم ہوا۔ بریلی آکر انھوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ وہابی، دیوبندی اور شیعہ وغیرہ مذاہب کا بھی مطالعہ کر چکے ہیں، اور انہیں بریلوی مسلک ہی صحیح مسلک معلوم ہوا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہونے کے لیے کئی جگہ سے لوٹ پھر کر بریلی آئے۔

محمد احسن رضوی نے اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا کہ "تقریباً چھ ماہ سے بڑے ذہنی کرب میں مبتلا تھا، اور اکثر سوچا کرتا تھا کہ جس بائبل کی وہ تعلیم دیتے ہیں یہ اصل انجیل نہیں ہے، اور اس بائبل میں باوجود تحریف وترمیم کے مسلمانوں کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا تذکرہ ہے، ان کے آخری نبی اور ان کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ذکر ہے، اور خود حضرت مسیح علیہ السلام ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد وہ آئے گا جو کمفورٹر (رحمۃ اللعالمین) ہوگا، جس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے، اور وہی نجات دہندہ ہے، تو پھر عیسائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں مانتے، اور ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو کیوں فوقیت دیتے ہیں۔ اور جب یہ کمفورٹر ہیں، یہی رسول عربی آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت زمین پر اتر کرانہیں کے دین کی پیروی کریں گے، تو پھر دین تو انہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دین اور سچا دین ہے۔ علاوہ اس کے یہ اس بات پر بھی غور وفکر کیا کرتے تھے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند قدوس کے بیٹے ہیں تو پھر ان کا باپ جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ اتنا بے بس ہوگیا کہ اس نے اپنے بجائے خدا یا اللہ کے (معاذ اللہ) وہ تو خود انسان ہوگیا۔ اور یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا حضرت مسیح خدا کے فرزند نہیں، وہ خدا کے بندے اور نبی ورسول ہیں۔

محمد احسن رضوی دنیا کے تمام ممالک کے سیاسی، سماجی نظام پر بھی غور کرتے تھے کہ قانون اور ہر اصول لوگوں نے ہی وضع کر رکھے ہیں۔ لوگ جو مسلمانوں کے قرآن اور حدیث کے اصول ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسے صحیح معنوں میں اسلامی طریقے سے برتتے نہیں، اور اس پر کسی نے کمیونزم کی چھاپ لگا رکھی ہے، کسی نے سوشلزم کی اور کسی نے اپنی نظریاتی تھیوری کا لیبل لگا رکھا ہے۔ گویا نظری تقاضوں کو جو مذہب یا جو اصول پورا کرتا ہے وہ اسلام ہی ہے، یہ بات اور ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان خود اپنے اصول سے ہٹ گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی دیگر قوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں میں ۲۵٪ فیصد برائی کم ہے۔

محمد احسن رضوی نے یہ بھی بتایا کہ دنیا کے دیگر مذاہب برائی سے بچنے کو ضرور منع کرتے ہیں۔ لیکن برائی سے بچانے کا ان کے یہاں کوئی نسخہ یا علاج نہیں ہے، اور اگر یہ علاج کہیں ہے تو صرف مذہب اسلام میں ہے، انہیں تمام باتوں کو سوچ کر قرآن مقدس کے مطالعہ نے جو ہر قوم اور ہر فرد کے لیے ہدایت ہے اس لیے یہ مسلمان ہوگئے، محمد احسن رضوی خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ بغیر کسی لالچ یا دنیوی

فائدہ کے یہ مسلمان ہوئے ہیں، اور اس عالم میں جبکہ چرچ کے بینک میں ان کا بیس ہزار روپیہ جمع ہے، جسے اب چرچ کے ذمہ داران محمد احسن رضوی کو دینے سے گریز کر رہے ہیں اور انہیں طرح طرح کے لالچ دے رہے ہیں۔ لیکن ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آ رہی ہے۔

جناب محمد احسن رضوی کی اہلیہ اور دولڑکے ایک لڑکی بھی ۱۹۸۶ء کو مسلمان ہوئیں۔ اہلیہ کا سابقہ نام سریندار مسیح تھا۔ اب نام مریم خاتون ہے۔ لڑکوں کا سابقہ پیٹر ۹ر سال اور موسس ساڑھے چار سال، دونوں بچوں کا اسلامی نام محمود حسن رضوی اور بچی کا سابقہ نام روزینہ عمر ۶ر سال اسلامی نام کنیز فاطمہ ہے۔ ان کی خوش نصیبی ہے کہ جانشینِ مفتیٔ اعظم کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور داخل سلسلہ بھی فرمایا۔

ایک لڑکی جو اہل ہنود سے تعلق رکھتی تھی جس کی عمر تقریباً بیس یا بائیس سال کی تھی۔ اس نے ازخود بریلی شریف آکر ۲۷ر صفر المظفر بروز جمعہ ۲۹ر ستمبر ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء کو جانشین مفتیٔ اعظم کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اور جانشین مفتیٔ اعظم نے اسے داخل سلسلہ بھی فرمایا۔ معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ میں خود بخود اسلام کے پاکیزہ مذہب ہونے کی وجہ سے اسلام لائی ہوں، کسی نے مجھے بہکایا نہیں ہے۔ قبل اسلام اس کا نام ''سسستے'' تھا، جانشین مفتیٔ اعظم نے اس کا نام ''کنیز فاطمہ'' رکھا۔

رائے بریلی کا رہنے والا شادی شدہ گوالہ ہندو وہ جماد الاول ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء کو جانشین مفتیٔ اعظم کے ہاتھ پر شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ اس نے اسلام لانے کا سبب یہ بتایا کہ اس کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا، اور اس کے دھرم میں یہ ہے کہ جو سب سے چھوٹا بیٹا ہو گا یا سب سے بڑا بیٹا ہو گا وہ اپنے والد کی نعش کو جلائے گا، اور یہ بھی ہے کہ اپنے باپ کی نعش پر بانس سے مارے گا۔ اس لڑکے نے ایک سر پر مارا اور یہ خیال کیا کہ یہ میرا مذہب غلط ہے، اور مسلمانوں کا مذہب صحیح ہے اور اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ہم ایک بڑی مسجد میں بیٹھے ہیں اور اس مسجد میں ایک ضعیف حسین

خوبصورت چہرے والے تشریف فرما ہیں، اور وہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا کلمہ پڑھ؟۔ میں نے کلمہ پڑھ لیا، وہ جب بریلی آیا تو اس نے جانشین مفتیٔ اعظم کو دیکھا۔ فوراً چیخ پڑا کہ اپنے مالک کی قسم فلاں مسجد میں مَیں نے خواب میں انہیں بزرگ کو دیکھا تھا، اور انھوں نے ہی مجھے کلمہ پڑھایا تھا، اور وہ لڑکا فوراً جانشین مفتیٔ اعظم کے دستِ پاک پر کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے اور داخلِ سلسلہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نام جانشین مفتیٔ اعظم نے ''عبداللہ'' رکھا۔

ایک سکھ فرید پور ضلع بریلی شریف کا رہنے والا تھا۔ اس نے جولائی ۱۹۸۹ء/ ۱۴۱۰ھ جانشین مفتیٔ اعظم کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کی وجہ بتائی کہ دینِ اسلام ایک پاکیزہ دین ہے، جس میں مساوات و اخوت کا درس دیا جاتا ہے، جب میں نے اپنے دھرم اور مذہب اسلام کا تقابلی جائزہ لیا تو مجھے مذہب اسلام نفیس اور پسندیدہ لگا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ جانشین مفتیٔ اعظم نے داخل سلسلہ فرما کر اس کا نام ''محمد مسلم'' رکھا۔

ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ سیکڑوں غیر مسلموں نے حضرت کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ رضا اکیڈمی ممبئی کے زیرِ اہتمام صد سالہ جشن حضور مفتیٔ اعظم میں آپ ممبر پر جلوہ افروز تھے، تین غیر مسلم راستہ سے نکلتے ہوئے جا رہے تھے، جب ان کی نظر آپ کے چہرۂ انور پر پڑی، وہ لوگ اتنا متاثر ہوئے کہ منبر پر آ کر اسلام قبول کیا۔ ہزاروں کے مجمع نے ان نونہالانِ اسلام کا پرتپاک استقبال کیا۔ بالکل ایسا ہی واقعہ اجمیر شریف میں ۱۹۹۹ء کو ہوا جس کا راقم عینی شاہد ہے۔ راقم السطور حضرت کے ہمراہ آستانۂ خواجہ پر حاضری کی شرفیابی کے بعد ریلوے جنکشن بذریعہ آٹو پہنچے، آٹو رکشہ سے اترتے ہی ایک شخص حضرت کے قدموں میں گر پڑا، میں وقتی طور پر ذرا گھبرایا کہ آخر یہ کون شخص ہے۔ مگر بعد میں پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیوتا کو دیکھ رہا ہوں۔ (معاذ اللہ) میں نے اس کو منع کیا۔ کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا

پھر بولا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے۔ حضرت نے وہیں قریب ہی اسٹیشن پر داخل اسلام کرایا۔ (سبحان اللہ)

تبلیغی و تعلیمی اداروں کی سرپرستی

ہندوستان اور ملک سے باہر بہت سے ممالک میں درجنوں تبلیغی اور تعلیمی ادارے جانشین مفتیٔ اعظم کی سرپرستی میں رات و دن مصروف عمل ہیں۔ ہندوستان میں جن اداروں کی سرپرستی جانشین مفتی اعظم کرتے ہیں، اس کی ایک طویل فہرست ہے، جس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مرکزی دارالافتاء، سوداگران بریلی شریف
۲۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ رضا، متھراپور بریلی
۳۔ ماہنامہ سنی دنیا و مکتبہ سنی دنیا، بریلی شریف
۴۔ آل انڈیا جماعت رضا مصطفٰے، بریلی شریف
۵۔ اختر رضا لائبریری، صدر بازار چھاؤنی لاہور (پاکستان)
۶۔ مرکزی دارالافتاء، ڈین ہاگ، ہالینڈ
۷۔ رضا اکیڈمی، ڈونٹا اسٹریٹ کھڑک ممبئی
۸۔ جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ، ہالینڈ
۹۔ الانصار ٹرسٹ، ملکی پور بنارس
۱۰۔ الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم رام پور
۱۱۔ الجامعۃ النوریہ، عینی قیصر گنج ضلع بہرائچ
۱۲۔ الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفٰے، مغل پورہ پٹنہ، بہار
۱۳۔ مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ، برہان پور، ایم۔ پی
۱۴۔ مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، بکارو اسٹیل دھنباد، جھارکھنڈ

۱۵۔ مدرسہ غوثیہ جشن رضا، پٹیلا، گجرات

۱۶۔ دار العلوم قریشیہ رضویہ، گوہاٹی، آسام

۱۷۔ مدرسہ رضاء العلوم، گھوگاری محلہ بمبئی

۱۷۔ مدرسہ تنظیم المسلمین، بائسی پورنیہ، بہار

۱۸۔ مدرسہ فیض رضا، کولمبو، سری لنکا

۱۹۔ سنی رضوی جامع مسجد، نیو جرسی، امریکہ

۲۰۔ النور سوسائٹی و مسجد، ہوسٹن، امریکہ

۲۱۔ اسلامک ریسرچ سینٹر، کسگران بریلی شریف

۲۲۔ جامعہ امجدیہ، ناگپور

۲۳۔ دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنؤ

نیز آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی کا صدر ۱۹۷۰ء میں بنایا گیا اور ابتداء سے تادم تحریر مشہور و معروف اشاعتی ادارہ رضا اکیڈمی بمبئی کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری کی تحریک پر ۲۲ر جولائی ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں اکابر اہلسنت کا دینی و علمی اجتماع ہوا۔ افتتاح تقریر علامہ ارشد القادری کی ہوئی۔ کافی دیر تک بحث و مباحثہ کے بعد جانشین مفتی اعظم کی قیادت میں سارے ملک سے فقہی مسائل اور علوم شرعیہ میں رسوخ رکھنے والے مفتیان کرام پر مشتمل ''شرعی بورڈ'' کی تشکیل عمل میں لائی گئی، اور جانشین مفتیٔ اعظم کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۶ھ کو مسلم پرسنل لاکونسل کی ادارۂ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی میں تشکیل ہوئی۔ آپ کو بحیثیت صدر مفتی پیش کیا گیا۔ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی کے زیر اہتمام چلنے والی شرعی کونسل آف انڈیا، اور امام احمد رضا ٹرسٹ کے آپ صدر نشین ہیں۔

حجاز کانفرنس لندن

عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کی پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ہونے والی حجاز کانفرنس میں جانشین مفتئ اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لیے ۲۱/اپریل ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ء کو بذریعہ طیارہ لندن تشریف لے گئے۔ ۵/مئی کو کانفرنس کا انعقاد ہوا اور اس میں جانشین مفتئ اعظم نے خطاب بھی فرمایا۔ تقریر بی بی سی لندن سے نشر ہوئی۔ حجاز کانفرنس میں شرکت کے بعد عمرہ کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور واپسی یکم جون ۱۹۸۵ء/ ۱۴۰۵ھ کو بریلی شریف ہوئی۔ یاد رہے کہ حجاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی، اس کانفرنس کی اہمیت اس لئے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پورے دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

مظہر اسلام کمیٹی کی تشکیل

حضور مفتئ اعظم قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ''رضوی دار العلوم مظہر اسلام'' کے نام سے مسجد اسٹیشن بریلی میں ایک مدرسہ قائم کیا گیا۔ جس کی ایک مجلس عاملہ تشکیل دی گئی، اور ساتھ ہی ساتھ ایک طویل اتحادی معاہدہ بھی طے ہوا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس سے قبل حضور مفتئ اعظم قدس سرہٗ نے تحریری صورت میں تاج الشریعہ کو مظہر اسلام کا صدر بنا چکے تھے۔

اس مسودہ میں ۸/ معاہدے ہیں اور پانچویں معاہدے میں مفتئ اعظم قدس سرہٗ کی تحریری توثیق کی گئی ہے، من وعن ملاحظہ ہو۔

رضوی دار العلوم مظہر اسلام سٹی بریلی شریف کا دستورو نظام حضرت مفتئ اعظم کی تحریرات وخواہشات کے مطابق ہوگا۔

اور خاندانی دستوری کمیٹی وہ ہوگی جو معاہدے کے ساتھ منسلک ہے۔ کیونکہ حضرت (مفتیٔ اعظم) کی تحریر کے مطابق مولانا اختر رضا خانصاحب دارالعلوم ہٰذا کے صدر ہیں۔

رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے سرپرست مولانا ریحان رضا رحمانی میاں بریلوی منتخب ہوئے ،اور صدر و متولی تاج الشریعہ کو بنایا گیا ، نائب صدر امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں بریلوی، مولانا الحاج خالد علی خاں کو ناظم اعلیٰ، مولانا منان رضا خاں کو نائب ناظم، جناب عثمان رضا خاں انجم کو محاسب، حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی کو خازن، عبدالحبیب عرف انّو بھائی کو نگراں ہوئے۔ اور مجلس عاملہ کے ممبران میں خاص طور پر مولانا قمر رضا خاں، مولانا محمد توصیف رضا قادری کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

تصانیف و تراجم

تاج الشریعہ فقیہ اسلام مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری بریلوی نے اپنی بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ کثیر تعداد میں پروگراموں اور تبلیغی اسفار کی وجہ سے یہ کام کم ہو پاتا ہے۔ مگر حضرت کی عادتِ مبارکہ ہے کہ سفر و حضر میں مضامین، فتاویٰ، تصنیف و تالیف اور تراجم املا کراتے رہتے ہیں۔ باجود کمزوری نظر کے تصنیف و تالیف کی مصروفیت میں انہماک میں کمی نہیں آنے دی ہے۔ حضرت کا معمول ہے کہ روزانہ صبح و شام عربی عبارات کا ترجمہ اردو زبان میں اور اردو زبان کا ترجمہ عربی میں مرکزی دارالافتاء کے مفتیان کرام یا جامعۃ الرضا کے اساتذہ کو املا کرادیتے ہیں۔

فتاویٰ جو دارالافتاء میں مفتیانِ کرام حل نہیں کر پاتے ہیں ان کو جمع کر دیا جاتا ہے اور جب باہر تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تو وہ مسائل ساتھ ہوتے ،

ٹرین وغیرہ میں ان سوالات کے جوابات قلم بند کرتے۔ آج تاج الشریعہ دنیائے اسلام کے لیے مرجع علماء وفقہاء بنے ہوئے ہیں۔ آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف و تراجم قابل ذکر ہیں:

مطبوعات

۱۔ الحق المبین (روزنامہ الہدیٰ ابوذہبی کارد) (عربی)

۲۔ دفاع کنز الایمان (جمعیۃ العلماء ہند کے ترجمان کا جواب) (حصہ اول)

۳۔ ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن (مولانا مدنی میاں کے فتویٰ کا جواب)

۴۔ مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ جلد اول (عربی)

۵۔ تصویروں کا شرعی حکم (اردو)

۶۔ شرح حدیث نیت (اردو)

۷۔ شرح حدیث الاخلاص (عربی)

۸۔ حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (عربی و اردو)

۹۔ دفاع کنز الایمان (کتابچہ اردو)

۱۰۔ ایک اہم فتویٰ (اردو)

۱۱۔ تقدیم: التجلی السلم (مصنفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی)

۱۲۔ تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو)

۱۳۔ آثارِ قیامت (اردو)

۱۴۔ ہجرتِ رسول (اردو)

۱۵۔ القول الفائق لحکم الاقتداء الفاسق

۱۶۔ برکات الامداد (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۱۷۔ حاشیۃ البخاری (عربی بخاری شریف پر حاشیہ)

۱۸۔ تیسیر الماعون (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۱۹۔ شمول الاسلام (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۲۰۔ العطاء القدیر (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (ترجمہ اردو سے عربی)

۲۱۔ قصیدتان رائعتان (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (عربی سے اردو)

۲۲۔ المعتقد المستند (مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی) (عربی سے اردو)

۲۳۔ فقہ شہنشاہ (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۴۔ اہلاک الوہابین (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۵۔ الہادی الکاف (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (اردو سے عربی)

۲۶۔ نموذج حاشیۃ الازہری (عربی)

غیر مطبوعات

۲۷۔ مرآت النجدیہ بجواب البریلویہ جلد دوم (عربی)

۲۸۔ حاشیہ عصیدہ الشہدہ شرح القصیدۃ البردہ (عربی)

۲۹۔ الحق المبین (اردو)

۳۰۔ دفاع کنز الایمان (حصہ دوم)

۳۱۔ کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (عہد جامعہ ازہر کا مقالہ)

۳۲۔ ترجمہ الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (مصنفہ امام احمد رضا بریلوی) (عربی)

۳۳۔ اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ

۳۴۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عہد طالب علمی کا مقالہ)

۳۵۔ مسٹر عارف سنبھلی نے عقائد وہابیہ کی تائید میں ایک تفصیلی گمراہ کن مضمون اخبارات میں شائع کرایا، تاج الشریعہ نے اس مضمون کا مسکت جواب دیا اور رد بلیغ فرمایا، حضرت کے اس مقالہ کو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے دو قسطوں میں

شائع کیا تھا۔

۳۶۔ آپ نے درمیان درس وتدریس قرآن شریف لکھنے کا آغاز کیا، ہر ماہ جن آیات کی تفسیر تحریر کرتے اس کو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی میں شائع کرادیتے۔ تفسیر کے لب ولہجہ، سلاست وروانی اور افادیت واہمیت کو دیکھتے ہوئے جناب امید رضوی بریلوی ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے ''ضیاء القرآن'' کے عنوان سے ایک کالم مخصوص کردیا تھا، آپ کی لکھی ہوئی تفسیر مذکورہ عنوان سے مسلسل قسط وار شائع ہوئی۔ آپ نے جب ماہنامہ سنی دنیا بریلی کے نکالنے کی اجازت حکومت ہند سے طلب کی تو ابتدائی دور میں آپ نے ''تفسیر سورہ فاتحہ'' کے عنوان سے پانچ قسطوں میں سورہ فاتحہ کی شاندار تفسیر تحریر فرمائی جو ماہنامہ سنی دنیا بریلی میں شائع ہوئی۔ مذکورہ علمی ذخائر کو تلاش وجستجو کے بعد جمع کر کے منظر عام پر لانا بہت مفید ہوگا۔

تقاریظ وتاثرات

۱۔ دعائیہ کلمات بر سامان بخشش، از حضور مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ

۲۔ دعائیہ کلمات بر جمال مصطفیٰ ہمارا میگزین، منجانب طلبہ مجلس رضا الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور

۳۔ تقریظ بر مجدد اسلام بریلوی: از مولانا صابر القادری نسیم بستوی

۴۔ تقریظ بر شرح مثنوی ردامثالیہ: از قاری غلام محی الدین شیری خطیب ہلدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ تقریظ بر مرشد برحق: از حافظ افتخار ولی خاں رضوی پیلی بھیتی

۶۔ تقریظ بر تجلیات امام احمد رضا: قاری الحاج محمد امانت رسول نوری پیلی بھیتی۔

۷۔ تقریظ بر تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ: از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی سندر

پوری مرحوم، مدرس مدرسہ مجیدیہ بنارس۔

۸۔ تقریظ براعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں انصاریوں کا مقام: از قاری محمد امانت رسول پیلی بھیتی۔

۹۔ تقریظ بر پندرہویں صدی ہجری کے مجدد: از قاری امانت رسول نوری

۱۰۔ تقریظ بر مکاشفتہ التجوید: از قاری ابوالحماد حامد علی رضوی شاہپوری شیخ التجوید والقرأت منظر اسلام بریلی

۱۱۔ تقریظ بر مفتیٔ اعظم اوران کے خلفاء: از محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی (راقم السطور)

۱۲۔ تقریظ بر مولانا رضا علی خاں بریلوی اور جنگِ آزادی از: محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی (راقم السطور)

مشاہیر تلامذہ

جانشین مفتیٔ اعظم کی تدریسی زندگی میں بے شمار طلبہ نے اکتساب فیض کیا، تلامذہ کی تعداد دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے رجسٹر طلبہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ تاہم چند تلامذہ یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی، محدث الجامعۃ الاسلامیہ رام پور

۲۔ علامہ مولانا انور علی رضوی بہرائچی، شیخ الادب دارالعلوم منظر اسلام بریلی

۳۔ مفتی ناظم علی رضوی بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

۴۔ مولانا کمال احمد خاں رضوی نانپارہ، ضلع بہرائچ

۵۔ مولانا جمیل احمد خاں نوری بستوی استاذ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۶۔ مولانا مظفر حسین رضوی کٹیہاری سابق مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی

۷۔ مولانا صاحبزادہ عسجد رضا خاں قادری بن تاج الشریعہ مدظلہٗ

۸۔ مفتی عبید الرحمٰن رضوی، مدرس ومفتی دار العلوم مظہر اسلام بریلی

۹۔ مولانا وصی احمد رضوی، خطیب برمنگھم

۱۰۔ مولانا سلیم الدین رضوی، سمن پور (بہار)

۱۱۔ مولانا شبیر الدین رضوی، مدرس مدرسہ محمدیہ سنگرا کچھ مغربی دیناج پور، بنگال

۱۲۔ مولانا مجیب الرحمٰن رضوی، مدرس بہار اسلام بجوں کٹیہار (بہار)

۱۳۔ مولانا سجاد عالم رضوی، سمن پوری، (بہار)

۱۴۔ مولانا شرف عالم رضوی، سیتامڑھی، بہار

۱۵۔ مولانا عتیق الرحمٰن رضوی، للوارہ ضلع رام پور

۱۶۔ مولانا شیخ شاہ الحمید الباقوی، مبلغ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ

۱۷۔ مولانا محمد کوثر علی رضوی بن محمد نور الہدیٰ، مرکزی دار الافتاء بریلی

۱۸۔ مفتی مشرف حسین بدایونی استاذ دار العلوم مظہر اسلام بریلی

۱۹۔ محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ثم بریلوی (راقم السطور)

ہندوستان کے خلفاء

حضرت تاج الشریعہ کے خلفاء کی تعداد بہت طویل ہے تاہم جن حضرات کا نام رجسٹر خلفاء میں اندراج ہے ان کے اسماء ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔ اگر کسی کا نام ضبط تحریر سے رہ گیا ہو تو وہ راقم السطور کو مطلع کر سکتے ہیں۔

۱۔ محقق عصر حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رامپور (قاضی شرع ومفتی رام پور)

۲۔ فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شیخ ابوبکر بن احمد مسلیار، سیکریٹری مرکز الثقافہ السنیہ، کالی کٹ (کیرالہ)

۳۔ مفتی انور علی رضوی، صدر آل کرناٹکہ علماء بورڈ، بنگلور

۲۔ مولانا اصغر علی رضوی، امام وخطیب جامع مسجد رام نگرم، کرناٹک

۳۔ مولانا صغیر احمد جوکھنپوری مہتمم الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی

۴۔ مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی، شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الغرباء آرا

۵۔ قاری ابوالمحامد حامد علی شاہ پوری شیخ التجوید دارالعلوم منظر اسلام بریلی

۶۔ حضرت حافظ شاہ لئیق احمد خاں جمالی، سجادہ نشین آستانہ جمالیہ نقشبندیہ مجددیہ رامپور

۷۔ مفتی عزیز احسن رضوی، شیخ الحدیث دارالعلوم غوث اعظم پوربندر، گجرات

۸۔ مولانا علی احمد سیوانی، حسن پورہ ضلع سیوان، بہار

۹۔ صاحبزادہ مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری صدر آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، سکریٹری امام احمد رضا ٹرسٹ، بریلی

۱۰۔ مولانا صوفی مظہر حسن قادری برکاتی، محلہ ناگران بدایوں شریف

۱۱۔ مولانا عبدالمصطفیٰ رونق، امام وخطیب جامع مسجد امبرناتھ، مہاراشٹر

۱۲۔ مولانا تطہیر احمد رضوی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی

۱۳۔ قاری علاؤالدین اجملی، ناظم اعلیٰ مدرسہ خلیل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد

۱۴۔ مولانا سید آلِ رسول قدوسی، مہتمم جامعہ قادریہ مدنا پور، بنگال

۱۵۔ مولانا ڈاکٹر عبدالجبار رضوی، پلاموں، بہار

۱۶۔ مولانا محمود احمد بن محمد شفیع، مہتمم دارالعلوم رضائے مصطفیٰ دموہ، ایم۔ پی

۱۷۔ مولانا مفتی ولی محمد رضوی، امام وخطیب جامع مسجد باسنی وامیر سنی تبلیغی جماعت باسنی ضلع ناگور، راجستھان

۱۸۔ مولانا محمد حنیف رضوی، شیرانی آباد ضلع ناگور، راجستھان

۱۹۔ مولانا حاجی علی محمد کھتری، بانی دارالعلوم غوث اعظم میمن واڑہ پوربندر، گجرات

۲۰۔ ادیب شہیر جناب ضیاء جالوی ایڈیٹر ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد

۲۱۔ مولانا مسرور رحمان رضوی، پلھریرہ ضلع سیتامڑھی

۲۲۔ مولانا صوفی محمد عمر بابی، بہار پورہ، دھوراجی، گجرات

۲۳۔ ہمدرد قوم ملّت مولانا الحاج محمد سعید نوری، چیرمین رضا اکیڈمی ممبئی

۲۴۔ مولانا صوفی لعل محمد سجادہ نشین، خانقاہِ قادریہ، چمن شاہ کتھوری، ضلع بارہ بنکی

۲۵۔ مولانا قاری دلشاد احمد رضوی، ناظم اعلیٰ مدرسہ مدینۃ العلوم، بنارس

۲۶۔ ڈاکٹر حافظ شفیق اجمل بن الحاج عبد الرب رضوی، ریوڑی تالاب، بنارس

۲۷۔ مولانا غلام مصطفیٰ حبیبی، مدن پورہ بنارس

۲۸۔ الحاج حافظ محمد شعیب رضوی، کاشانۂ نوری سدانند بازار، بنارس

۲۹۔ مولانا سید افروز احمد نوری، نہاں باغ، احمد نگر ضلع گورکھپور

۳۰۔ علّامہ مولانا مجیب علی رضوی، امام وخطیب مکہ مسجد حبیب نگر، حیدر آباد

۳۱۔ علّامہ مولانا صدیق حسن قادری، مہتمم دار الفکر درگاہ روڈ، بہرائچ شریف

۳۲۔ مولانا غلام حسین، امام وخطیب جامع مسجد بکاروا سٹیل سٹی

۳۳۔ مولانا مختار احمد قادری، ناظمِ اعلیٰ بحر العلوم، اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی

۳۴۔ قاری حافظ سید غلام سبحانی بن علّامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، سنبھل

۳۵۔ مولانا محمد رضا قادری، صدر مدرس مدرسہ حامدیہ رحمانیہ پوکھریرا ضلع سیتامڑھی

۳۶۔ مولانا جہانگیر خاں رضوی، مہتمم مدرسہ گلشن رضا، بکارو ضلع دھنباد

۳۷۔ مولانا حافظ عبد القادر رضوی، مہتمم دار العلوم حنفیہ رضویہ، قلابہ بازار بمبئی

۳۸۔ مولانا عبد الستار رضوی، امام وخطیب مسجد مومنان تکیہ آدم شاہ جے پور

۳۹۔ مولانا حافظ تجمل حسین، امام وخطیب سنی جامع مسجد بھساول، مہاراشٹر

۴۰۔ مفتی زبیر عالم رضوی، موضع للیا پوسٹ کروبار ضلع کٹیہار

۴۱۔ حضرت مولانا غلام محمد خاں حبیبی، سجادہ نشین آستانۂ قادریہ حبیبیہ، دھام نگر شریف، اڑیسہ

۴۲۔ مولانا احترام علی رضوی، ۔ جے پور، راجستھان

۴۳۔ حضرت مولانا ظہیر رضا خان موضع ترساپٹی، شاہی ضلع بریلی
(شہادت ۳ / اگست ۲۰۰۷ء)

۴۴۔ مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی، سل گرام پورہ سورت، گجرات

۴۵۔ عالی جناب مولوی صابر رضا قادری، چھاؤنی کانپور

۴۶۔ مولانا سید رضوان الہدیٰ، سجادہ نشین خانقاہِ منعمیہ پنڈ شریف ضلع مونگیر، بہار

۴۷۔ مولانا مفتی بشیر القادری، مہتمم مدرسہ عالیہ قادریہ شمشیر نگر ضلع دھنباد

۴۸۔ مولانا قادر ولی قادری، کاروان پیٹ ضلع کرنول، آندھر پردیش

۴۹۔ مولانا ظہور الاسلام، راج بستی، گنجریا بازار ضلع اتر دیناج پور، بنگال

۵۰۔ مولانا محمد شاہجہاں، کمال پور، کٹھیا ضلع میر بھوم، بنگال

۵۱۔ مولانا چراغ علی، پیٹر ضلع بلرام پور

۵۲۔ مولانا محمد غلام انور، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد

۵۳۔ مولانا محمد احتشام الدین، حسین چک ضلع نوادہ

۵۴۔ مولانا مختار احمد، نارائن پور، انل جھاڑی، ضلع اتر دیناج پور، بنگال

۵۵۔ مولانا غلام محمد رضوی، تابر بالا پٹن ضلع بارہ مولا، کشمیر

۵۶۔ مولانا محمد خاتم رضا، موضع منڈہ، دودھاری، ضلع بانکا

۵۷۔ مولانا محمد شاہ زماں، موضع بتام، دولہ ضلع کشن گنج

۵۸۔ مولانا نور الدین، موضع آدیت ڈیہ، بچھی ضلع مدھوبنی

۵۹۔ مولانا منیر احمد قادری، ہبلی، کرناٹک

۶۰۔ مولانا رفیق احمد رضوی، ہبلی، کرناٹک

۶۱۔ مولانا مجاہد الاسلام رضوی، ہبلی، کرناٹک

۶۲۔ مولانا مفتی یونس رضا اویسی، وائس پرنسپل جامعۃ الرضا متھرا پور، بریلی

۶۳۔ مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی، دارالافتاء جامعہ نوریہ، بریلی

۶۴۔ مولانا سید مسعود علی نوری، رام نگر ضلع نینی تال، اترا کھنڈ

۶۵۔ علامہ مولانا محمد اشرف قادری، ٹھاکردوارا، ضلع مرادآباد

۶۶۔ مولانا مفتی مظفر حسین رضوی، نائب مفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی

۶۷۔ مولانا احمد حسین رضوی، وان گاؤں، گوہرا ضلع اتر دیناج پور، بنگال

۶۸۔ مولانا محامد رضا بن مفتی محبوب رضا، پوکھریرا، ضلع سیتامڑھی

۶۹۔ مولانا مفتی معراج القادری، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ

۷۰۔ مولانا مبارک حسین مصباحی، ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ

۷۱۔ مولانا محمد جمال انور، موضع کلپر ضلع جہان آباد، بہار

۷۲۔ حافظ سید زاہد علی ہاشمی، موضع بنکا گاؤں ضلع لکھیم پور کھیری

۷۳۔ مولانا محمد شاہد رضا، موضع مالینی، کنّور ضلع دربھنگہ

۷۴۔ مولانا محمد جمیل اختر موضع اکھلی، بھالوباد ضلع اتر دیناج پور، بنگال

۷۵۔ مولانا شکیل احمد بن رشید الدین، کٹیہار، بہار

۷۶۔ مولانا محمد شمشاد عالم بن محمد تیمور حسین، پورنیہ، بہار

۷۷۔ مولانا عرفان الحق بن محمد ظل الرحمٰن، کم نول ضلع مدھوبنی

۷۸۔ مولانا کلیم الدین نوری بن ابراہیم میں کھسلوڈیہ، ضلع گریڈیہ، جھارکھنڈ

۷۹۔ مولانا منہاج الدین بن محمد فرید عالم، موضع فردوس باغ ضلع بانکہ، بہار

۸۰۔ مولانا نصیر الدین بن محمد صدیق موضع فتح ضلع گریڈیہ، جھارکھنڈ

۸۱۔ مولانا نور عالم خاں موضع پٹنیاں ضلع دربھنگہ، بہار

۸۲۔ حضرت علامہ مولانا انور علی رضوی، شیخ الادب منظر اسلام بریلی

۸۳۔ مولانا حافظ زاہد رضا، شاہ باز پور، گجرولہ ضلع جے پی نگر، یوپی

۸۴۔ مولانا قاری رئیس احمد خاں، مہتمم دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور، ضلع

فیض آباد

۸۵۔ مولانا کمال اختر، مدرس دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

۸۶۔ مولانا غلام حسین، دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

۸۷۔ مولانا عبدالقدوس، دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

۸۸۔ مولانا محمد یعقوب، دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد

۸۹۔ الحاج سید عابد حسین بن سید عبداللہ قادری، وکرولی، ٹائیگر نگر، بمبئی

۹۰۔ مولوی محمد عبدالوکیل رضوی، نائب امام جامع مسجد میرٹاسٹی، راجستھان

۹۱۔ مولانا قاضی محمد اکرم عثمانی بن قاضی محمد قاسم عثمانی، قاضی شہر میرٹاسٹی،

۹۲۔ حافظ محمد ابوبکر بن محمد حسین، باسنی ضلع ناگور، راجستھان

۹۳۔ قاری فہیم احمد خاں بن عزیز یار خاں، ونے کھنڈ لکھنؤ

۹۴۔ مولانا انیس عالم سیوانی، جامعۃ القرا کھدرا لکھنؤ

۹۵۔ مولانا قاضی خطیب عالم بن قاضی عبدالسبحان، موضع پنڈھال ضلع کٹیہار

۹۶۔ مولانا نورالاسلام بن نصیرالدین، موضع سیہجانا ضلع کٹیہار

۹۷۔ مولانا محمد اعظم علی بن محمد رفیق، سدھارت نگر ضلع کٹیہار

۹۸۔ مولانا غلام صادق خاں حبیبی بن محمد ہاشم، سراواں ضلع الٰہ آباد

۹۹۔ مولانا ناہید رضا، مدرس برکات الاسلام تاج گنج، آگرہ

۱۰۰۔ مولانا عزیز الرحمٰن رضوی، امام وخطیب جامع مسجد، بریلی شریف

۱۰۱۔ مولانا معین الحق رضوی ضلع درنگ، آسام

۱۰۲۔ مولانا محی الدین احمد، ضلع درنگ، آسام

۱۰۳۔ مولانا نظام الدین نوری، امام وخطیب حبیبیہ مسجد سیلانی، بریلی

۱۰۴۔ مولانا قاری محمد افروز القادری، جامعہ قادریہ، چریاکورٹ، ضلع مئو

۱۰۵۔ مولانا افضال رضا نوری، موضع گوال ضلع پورنیہ

۱۰۶۔ مولانا الحاج محسن مکی بن حاجی ولی احمد، سیگوڑہ، ضلع بھڑوچ، گجرات

۱۰۷۔ مولانا محمد رفیق رضا قادری بن محبوب نگر، آندھرا پردیش

۱۰۸۔ مولانا محمد زبیر عالم بن قاضی حسین، موضع برآنہ گنج، ضلع پورنیہ

۱۰۹۔ مولانا محمد جمال انور رضوی بن محمد شیر علی خاں، موضع کلیر ضلع جہان آباد

۱۱۰۔ مفتی عبدالقدیر قادری، امام وخطیب جامع مسجد، وجے واڑہ، آندھرا پردیش

۱۱۱۔ مفتی ممتاز احمد نعیمی، درالافتاء جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

۱۱۲۔ مفتی اختر حسین، مدرس دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، ضلع بستی

۱۱۳۔ عالی جناب محمد افروز رضا بن جناب عبدالحسیب مرحوم، بریلی

۱۱۴۔ عالیجناب سراج رضا خاں بن مولانا ادریس رضا خاں، بریلی

۱۱۵۔ مولانا حسان رضا خاں بن حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی

۱۱۶۔ مولانا رضوان رضا خاں بن حضرت علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی

۱۱۷۔ مولانا غلام علی حسین خاں بن محمد ابوصالح، کھیراواں، ضلع مونگیر

۱۱۸۔ مولانا علاء الدین نوری بن محمد صدیق جملیہ بازار، ضلع مدھوبنی

۱۱۹۔ مولانا اسلم القادری بن محمد یوسف، مرغیہ چک، ضلع سیتامڑھی

۱۲۰۔ مولانا مفتی محمد شعیب رضا نعیمی، صدر اسلامی مرکز، دہلی

۱۲۱۔ محمد شہاب الدین رضوی (راقم السطور)

حضرت تاج الشریعہ نے مولانا مطیع الرحمٰن مظفر پوری اور مولانا رفیق احمد مہیش پوری کی سند اجازت وخلافت منسوخ کردی ہے۔ (منقول از رجسٹر)

پاکستان کے خلفاء

۱۲۱۔ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، بانی مرکزی مجلس امامِ اعظم لاہور

۱۲۲۔ الحاج محمد حنیف طیب رضوی، سابق مرکزی وزیر تعمیرات و مشیر صدر
پاکستان

۱۲۳۔ مولانا الحاج سید شاہد علی نورانی، ادارہ معارفِ رضا اکرم روڈ، لاہور

۱۲۴۔ جناب الحاج عبدالحمید مکی رضوی، کراچی

۱۲۵۔ جناب الحاج زبیر مکی قادری رضوی، کراچی،

۱۲۶۔ جناب الحاج حافظ محمد اسلم رضوی، کراچی

۱۲۷۔ مولانا سید محمد کلیم رضا قادری، ناظم آباد، کراچی

۱۲۸۔ مولانا پیر سید ضیاء الحسن جیلانی، امریکن کوارٹر، حیدر آباد، سندھ

۱۲۹۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

۱۳۰۔ مولانا محمد اسلم رضا عطاری، خیر آباد گلشن مصطفیٰ، کراچی

۱۳۱۔ مولانا محمد ذاکر حسین صدیقی، مہتمم دارالعلوم المصطفیٰ جامع مسجد، لطیف
آباد، حیدر آباد

۱۳۲۔ مولانا عطاء المصطفیٰ بن علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مدرس جامعہ
امجدیہ کراچی

۱۳۳۔ مولانا الحاج یونس کھتری، پی آئی بی کالونی، کراچی

۱۳۴۔ جناب الحاج غلام اویس قرنی، صدر ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور

۱۳۵۔ مولانا اجمل رضا قادری، ایمن آباد موڑ، ضلع گوجرانوالہ

۱۳۶۔ مولانا محمد فیصل قادری نقشبندی، شمشیر روڈ کراچی

۱۳۷۔ مولانا محمد ثاقب اختر القادری بن اشفاق احمد، نارتھ کراچی

بنگلہ دیش کے خلفاء

۱۳۸۔ مولانا ڈاکٹر سید ارشاد بخاری، ڈائریکٹر جامعہ اسلامیہ دیناج پور،

بنگلہ دیش

۱۳۹۔ مولانا صوفی محمد عبد السلام رضوی، چمپک نگر پوسٹ حلیم نگر ضلع کوملاّ

۱۴۰۔ مولانا سید محمد ابراہیم قاسم القادری، کنجن پور دربار شریف ضلع سیتار گورگنج

۱۴۱۔ مولانا حافظ شاہ عالم نعیمی بن سلطان احمد، چاٹ گام

نیپال کے خلفاء

۱۴۲۔ مولانا مفتی محمد جیش برکاتی، شیخ الحدیث دار العلوم حنفیہ، جنک پور دھام

۱۴۳۔ مولانا محمد نجم الدین قادری بن مولانا محمد حنیف قادری، بیدر ریکڈ اراں
پوسٹ جلیشور ضلع مہوتری

عرب ممالک کے خلفاء

۱۴۴۔ فضیلت الشیخ حضرت العلام محمد عمر سلیم الحنفی المہندی، امام جامع مسجد
امام اعظم، الاعظمیہ، بغداد شریف، عراق

۱۴۵۔ الحاج الشیخ محمد یوسف عبد العزیز سنی بوہرا، دبئ متحدہ عرب امارات

۱۴۶۔ فضیلت الشیخ علامہ کمال یوسف الحوت، ڈائریکٹر مختوطات التراث
الاسلامی، لبنان

۱۴۷۔ مولانا الحاج محمد عاقب فرید، ابوظہبی، متحدہ عرب امارات

۱۴۸۔ مولانا الشیخ حسام الدین، قراقیرہ، لبنان

۱۴۹۔ مولانا شیخ نبیل الشریف، لبنان

۱۵۰۔ مولانا شیخ قاری علم الدین، لبنان

۱۵۱۔ مولانا شیخ جمال سفیر، لبنان

۱۵۲۔ فضیلت الشیخ علامہ عبد القادر فاکہانی، سکریٹری الجمیعۃ المشارعۃ الخیریہ،
لبنان

۱۵۳۔ الشیخ عبدالرحمٰن عماش، لبنان

۱۵۴۔ الشیخ غانم حلول، لبنان

۱۵۵۔ الشیخ اسامہ السید، لبنان

۱۵۶۔ الشیخ جمیل حلیم، لبنان

۱۵۷۔ الشیخ خالد حتینہ، لبنان

۱۵۸۔ الشیخ احمد الجلبی، لبنان

۱۵۹۔ الشیخ بلال حلاق، لبنان

۱۶۰۔ الشیخ یوسف داؤد، لبنان

۱۶۱۔ الشیخ یوسف الملا، لبنان

۱۶۲۔ الشیخ حسام رجبی، لبنان

۱۶۳۔ الاستاذ الشیخ محمد السرخس، لبنان

۱۶۴۔ الشیخ سید الطبة، لبنان

۱۶۵۔ الشیخ عبدالرزاق الشریف، لبنان

۱۶۶۔ الاستاذ الشیخ صلاح سعید، لبنان

۱۶۷۔ الشیخ البراھیم الشار، لبنان

۱۶۸۔ الشیخ محمد الشافع، لبنان

۱۶۹۔ الشیخ روید عماش، لبنان

۱۷۰۔ الشیخ سلیم علوان، لبنان

۱۷۱۔ الشیخ ولید یونس، لبنان

۱۷۲۔ الشیخ مجد القاضی، رمیکا، لبنان

۱۷۳۔ الشیخ محمد ایوبی، الدورو ماد، لبنان

۱۷۴۔ الشیخ الدکتور احمد تمیم، اوکرانیا

۱۷۵۔ الاستاذ الشیخ محمد سعید الحاج علی، لبنان

۱۷۶۔ الاستاذ الشیخ ذہیر فیومی، لبنان

۱۷۷۔ الاستاذ الشیخ احمد محمود، لبنان

۱۷۸۔ الشیخ طارق نجام، لبنان

۱۷۹۔ الاستاذ الشیخ طارق غنام، لبنان

۱۸۰۔ الشیخ ولید الحنبلی، لبنان

۱۸۱۔ علامہ الشیخ محمد دائل الحنبلی، شیخ الجامعہ الفتح الاسلامی جامعہ بلال دمشق، شام

۱۸۲۔ فضیلۃ الشیخ محمد عیسیٰ مانع الحمیر ی، وزیر الاوقاف حکومت متحدہ عرب امارات

۱۸۳۔ الحاج جاوید خالد الہندی، جدہ، سعودی عرب

۱۸۴۔ الحاج محمد اشرف او جی قادری رضوی، دبئ۔ متحدہ عرب امارات

سری لنکا کے خلفاء

۱۸۵۔ مولانا قاری نور الحسن، ناظم اعلیٰ مدرسہ فیض رضا، کولمبو

۱۸۶۔ جناب الحاج محمد ادریس پٹیل رضوی، کولمبو

۱۸۷۔ جناب الحاج عبد الغفار حاجی بابو رضوی، کولمبو

۱۸۸۔ الحاج حافظ محمد احسان پٹیل رضوی، کولمبو

ساؤتھ افریقہ کے خلفاء

۱۸۹۔ مولانا محمد شمیم اشرف قادری، امام وخطیب لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ

۱۹۰۔ جناب الحاج سید ابراہیم القادری، ڈربن، ساؤتھ افریقہ

امریکہ کے خلفاء

۲۰۰۔ مولانا مفتی قمرالحسن قادری، صدر نارتھ امریکہ ہلال کمیٹی، النور مسجد، ہوسٹن

۲۰۱۔ الحاج ڈاکٹر محمد خالد رضوی، شکاگو

۲۰۲۔ مولانا سید اولادرسول قدسی بن مفتی عبدالقدوس، کیلوفورنیا

۲۰۳۔ مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی بن علامہ ارشد القادری، امام وخطیب مکہ مسجد، ڈیلیکس

۲۰۴۔ مولانا محمد عثمان قادری (سابق ممبر پارلیمنٹ پاکستان) ورجینیا

دیگر ممالک کے خلفاء

۲۰۵۔ الحاج آصف محمد پٹیل رضوی، لیلانگ وے، ملاوی

۲۰۶۔ مولانا محمد عارف برکاتی، امام وخطیب جامع مسجد، لیلانگ وے

۲۰۷۔ مولانا الحاج قاری احمد رضا قادری، ہرارے، ذمبابوے

۲۰۸۔ الحاج حاجی لیاقت دل محمد رضوی۔ ڈین ہیگ، ہالینڈ

۲۰۹۔ مفتی عبدالمجید قادری، امام مسجد ماریشش

۲۱۰۔ مولانا وصی احمد رضوی، امام وخطیب، مسجد برمنگھم

امامت وخطابت

حضرت تاج الشریعہ زمانہ طالب علمی سے ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے تھے، والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی نے باضابطہ طور پر رضا مسجد کی امامت وخطابت کا منصب جلیلہ کے لئے تحریری وصیت

نامہ جاری کیا تھا۔ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کا معمول تھا کہ جب تاج الشریعہ ہمراہ ہوتے تو آپ کو ہی نماز پڑھانے کا حکم فرماتے۔ایک عرصہ دراز سے نماز عیدین بریلی کی عید گاہ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں ۔ منصب فرض شناسی اور پروقار طریقہ سے متعلقہ فرائض انجام دیتے ہیں۔ جب آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، یا خطبہ پڑھتے ہیں تو لحن داودی کی یاد کانوں میں باز گشت کرنے لگتی ہے۔ آپ کی قرأت میں عربی مصری لب ولہجہ پایا جاتا ہے۔

علوم وفنون میں مہارت

تاج الشریعہ علوم معقولات ومنقولات میں یکساں مہارت رکھتے ہیں ۔ دین قیم کی تجدید، سنت کی ترویج، اور بدعات ومنکرات کے استحصال میں جس قدر سعی آپ نے فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ حضرت نے جس موضوع یا کسی مسئلہ پر قلم اٹھایا اس پر بے تکلف لکھتے چلے گئے، جس مسئلہ کی تحقیق فرمائی دلائل کے انبار لگا دیئے ۔محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی نے امام احمد رضا کانفرنس میں کہا کہ:

> علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں، آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

(تقریر امام احمد رضا کانفرنس بریلی۔۲۴۔صفر المظفر ۔۱۴۲۵ھ)

تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔ تفسیر، علوم قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، معانی وبیان، جبر ومقابلہ، مناظرہ ومرایا، ہیات الجدیدہ مربعات، علم الجفر ، عقائد وکلام، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، تجوید وقرأۃ، تصوف ، تاریخ، ادب، نعت، عروض وقوافی، توقیت، حساب ، ہیئت، ہندسہ، تکسیر، ریاضی، فن

کتابت وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بے مثال حسن خط

حضرت تاج الشریعہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے ہیں۔اس لئے آپ کے مکاتیب، مضامین و مقالات اور فتاویٰ حسن تحریر کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔ان تحریرات کو دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے، علم وفضل کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت کم علماء و مفتیان عظام میں پائی جاتی ہے۔حضرت کا طرز خطاطی عہد و زمان کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے مگر ہر زمانہ کی تحریریں اپنے آپ میں اعلیٰ نمونہ اور بے مثال خطاطی کا آئینہ دار ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی لڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔درحقیقت حسن تحریر سے خود شخصیت کا وہ جمالِ مخفی بے حجاب ہو جاتا ہے جس تک رسائی بہت مشکل ہے۔حضرت کے مکاتب کے حسن ظاہری سے حسن معنوی آشکار ہوتا ہے۔راقم السطور کے پاس حضرت کی تحریرات عہد بہ عہد موجود ہیں۔زمانۂ طالب علمی، بعد فراغت، عہد درس و تدریس، عہد دارالافتاء، عہد جانشینی، زمانۂ شباب اور موجودہ وقت کی تحریرات محفوظ ہیں۔اس سے حسن تحریر اور فن خطاطی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔اور حضرت کی ایک خصوصیت ہے کہ فل اسکیپ کے کاغذ پر بغیر نیچے کچھ رکھے لکھتے جاتے ہیں اور مجال ہے کہ کوئی لائن ذرا سی بھی ٹیڑھی ہو جائے۔

امر بالمعراف و نہی عن المنکر

جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی نے اپنی پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مقدس فریضہ انتہائی خلوص وللّٰہیت کے ساتھ ادا کیا اور کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔اس

لئے ''امت محمدیہ'' کی یہ خصوصیت ہے کہ امر بالمعروف میں ساری امتوں پر فوقیت رکھتی ہے، اور آپ اپنے تمام معاصر علماء و مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں۔ یہ فوقیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا۔ آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اتر پردیش میں ایک سیاسی طور پر مشرکین سے اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی۔ اور اس روش خام کو عین اسلام بتایا جارہا تھا۔ آپ نے سخت مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازے کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی، سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہورہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا کہ ''حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہوسکتا''۔

مجھے خوب یاد ہے کہ آزاد انٹر کالج بریلی میں آل انڈیا جماعت رضا مصطفےٰ نے عظمت مصطفےٰ کانفرنس (۲۰۰۲ء) کا انعقاد کیا تھا، حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ:

> آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک پر قائم رہنا، وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا۔ میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر کر دیں۔ چھوڑ دیں''۔

حضرت نے ''لفظ کملی'' اور ''تصویر'' کشی اور ٹی وی، وی ڈیو اور ٹائی پر فاضلانہ مقالہ اور فتاوی لکھ کر عالم اسلام کو حق و صداقت کا درس دیا۔ بمبئی میں ایک فتنۂ عظیم کا سد باب کرتے ہوئے ملاّ برہان الدین کو توبہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا، گجرات

میں قومی ایکتا سمیلن میں شرکت کرنے والوں کی گرفت فرمائی تو ان لوگوں نے برأت کا اظہار کیا۔ حضرت نے مسائل فقہ کے اظہار اور مسلک اہل سنت و جماعت خطابت کی ترجمانی اور حفاظت و صیانت میں مفاہمت کبھی نہ کی۔ آپ کی ذات گرامی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی زندگی کی آئینہ دار ہے۔

امت مسلمہ کی فکر مندی

جانشین حضور مفتیٔ اعظم جہاں امت مسلمہ کی مذہبی رہنمائی فرمارہے ہیں، وہیں قومی وملی مسائل میں بھی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ عالمِ اسلام کو درپیش مسائل کے حل اور علماء اہل سنت کے عندیہ کے اظہار اور بین الاقوامی طاقتوں پر دباؤ بنانے کے لیے آپ نے عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۲ر جولائی ۱۹۹۵ء میں مرکزی دارالافتا سوداگران میں قائدین ملت، علماء، مشائخ اور ائمہ مساجد کا اجلاس بلایا، جس میں ملک و بیرون ملک میں امت مسلمہ کے مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث و مباحثہ کے بعد قرارداد پاس کی گئی۔ ان قراردادوں میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی مخالفت، تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ اوقاف پر غاصبانہ قبضہ، علوم دینی اور دنیاوی کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ مرکوز کرنے، آپسی انتشار و اختلاف کو میدان جنگ و جدال کے بجائے اپنے قائدین کی بارگاہ میں طلبی، چیچنیا اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت، ٹاڈا کے تحت گرفتار مسلمانوں کی آزادی وغیرہ وغیرہ امور پر حکومت ہند سے مطالبات کیے گئے۔

اس مشترکہ اخباری اعلانیہ پر حضرت کے علاوہ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی، الحاج مولانا محمد سعید نوری، مولانا ریاض حیدر حنفی، مولانا انوار احمد قادری، مولانا آرزو اشرفی، علامہ سید محمد حسینی اشرفی، مولانا محمد حسین ابو الحقانی، مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، مولانا بشیر القادری وغیرہ کے دستخط ہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

چند بہی خواہان مسلک اہل سنت و جماعت نے عرس رضوی میں عورتوں کی آمد پر جانشین حضور مفتیٔ اعظم کی توجہ مبذول کرائی، حضرت نے فوراً ۲۶؍ جولائی ۱۹۹۵ء کو ایک اپنی طرف سے مضمون شائع کرایا کہ مزارات پر عورتیں نہ آئیں، اور یہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا فرمان ہے۔ حضرت نے تمام مریدین و متوسلین کے لیے ہدایت نامہ جاری کیا کہ "اپنے ساتھ خواتین کو مزار شریف پر نہ لائیں"۔

تحفظ مسلم پرسنل لاء کی تحریک

جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی امت مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب شاہ بانو مسئلہ کو لے کر پورے ملک میں مسلم پرسنل لا پر حملے کئے جا رہے تھے، سپریم کورٹ نے شریعتِ اسلامیہ کے منشاء و مبداء کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا، سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف علماء اہل سنت نے چیلنج کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہرہ و اجلاس کے ذریعہ اپنے جذبات و احساسات کو حکومت ہند تک پہنچایا۔ عوامی سطح پر دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت ہند کو مجبوراً پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا پڑا۔

(تحفظ مسلم پرسنل لا از مولانا یٰسین اختر مصباحی مطبوعہ دار القلم دہلی)

حکومتی عہدہ سے استغناء

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ ایل۔ سی نامزد کیا تھا۔ ان کی مقررہ میعاد ختم ہو جانے کے بعد جانشین مفتیٔ اعظم کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع فرما دیا۔ ۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی

(گورنر اتر پردیش) آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ ایل۔ سی۔ نامزد کرنے کی حکومت اتر پردیش کی منشاء ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع فرمادیا۔ اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نے آپ سے بہت منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔ اولیاء کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔ حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب واحترام کرتے تھے۔ مگر قربان جائیے اس اللہ کے ولی پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟۔

مرادآباد کے مقدمہ میں شاندار کامیابی

اللہ تعالیٰ نے جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ جس علاقہ میں پہنچ جائیں وہ علاقہ کا علاقہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔ مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری کے بقول:

> جہاں دوسرے پیران عظام سالہا سال لوگوں کو داخل سلسلہ کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں، ترغیت دلاتے ہیں، مگر حضرت صرف اس جگہ ایک گھنٹہ کے لیے تشریف لے جائیں تو وہ لوگ آپ کے نورانی جلوۂ زیبا کو دیکھتے ہی مرید ہونے کے لیے بلا ترغیب بے تابانہ بیقرار ہوجاتے ہیں۔ یہ خداداد مقبولیت آپ کو ہی میسر ہے۔

اسی مقبولیت وشہرت کو دیکھتے ہوئے حاسدین سے نہ رہا گیا، ان سے کچھ نہ بن پڑا تو حضرت کے خلاف ایک مقدمہ دائر کردیا۔ پہلے تھانہ ناگ فنی مرادآباد میں ایف۔ آئی۔ آر درج کرانے کے لئے انسپکٹر سے رجوع کیا۔ جب اس نے اس فرنی

رپورٹ پر مقدمہ قائم کرنے سے منع کردیا تو اس حاسد نے ۲۰؍نومبر ۱۹۹۶ء کو مرادآباد کورٹ میں استغاثہ دائر کیا۔ جس کی بنیاد پر تھانہ میں ایف۔آئی۔آر درج ہوگئی۔ جب بریلی اطلاع پہنچی تو صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا خاں قادری، مفتی عبدالمنان کلیمی مرادآبادی، راقم السطور اور برادرم مجیب رضا خاں مرحوم بن حضرت مولانا حبیب رضا خاں بریلوی مرادآباد پہنچے۔ کورٹ میں جانکاری حاصل کی، بعدہٗ اپنا جواب داخل کیا گیا۔ ہمارے وکیل کے جوابات سن کر فاضل جج حیران رہ گیا۔ جج نے ۲۲؍فروری ۱۹۹۹ء کو حضرت کے حق میں ۸؍صفحات پر مشتمل شاندار فیصلہ صادر کیا۔ یہ بات یاد رہے کہ باوجود مخالف کی ہزار کوششوں کے حضرت کبھی بھی کورٹ تشریف نہیں لے گئے۔ مقدمہ کی پیروکاری راقم السطور نے کی، ہر تاریخ پر بریلی سے مرادآباد جاتا تھا۔ الحمدللہ حق کی فتح ونصرت ہوئی اور باطل شکست وریخت ہوا۔

آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی صدارت

وہابی تنظیم جمیعۃ علماء ہند کے بڑھتے ہوئے اثرات کو زائل کرنے اور علماء اہل سنت کو مربوط ومضبوط کرنے کی غرض سے ۱۹۷۰ء میں سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ) کی صدارت میں ''آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء'' کے نام سے ایک بمبئی میں تنظیم معرض وجود میں آئی۔ حضرت سید العلماء کی فعال قیادت کی وجہ سے پورے ملک میں آناً فاناً برانچیں قائم ہوگئیں اور پوری باڈی تشکیل دے دی گئی۔ حضرت سید العلماء کے انتقال ہوجانے کے بعد جنوری ۱۹۸۰ء کو بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی مجلس عاملہ ومجلس عامہ کی میٹنگ ہوئی، جس میں نئے صدر کے انتخاب کے لئے رائے شمار ہوئی۔ سب نے جانشین مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری کے نام کی تجویز پیش کی۔ حضرت تاج الشریعہ کو ۱۹۸۰ء میں متفقہ طور پر سنی جمیعۃ العلماء کا صدر منتخب کردیا گیا۔

تاہنوز آپ کی صدارت میں یہ تنظیم کام کررہی ہے۔ مولانا منصور علی خاں اس کے جنرل سیکریٹری ہیں اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ کے آپ سرپرست اعلیٰ بھی ہیں۔

بابری مسجد کا قضیہ

چار سو سالہ تاریخی بابری مسجد (اجودھیا ضلع فیض آباد) کا مسئلہ اسلامیان ہند کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ فرقہ پرستوں نے بہ زور طاقت ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو شہید کردیا۔ بابری مسجد کی شہادت سے قبل اور بعد میں بازیابی کی تحریک میں تاج الشریعہ جانشین مفتیٔ اعظم نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حکومت ہند سے کانفرنسوں اور میمورنڈم کے ذریعہ مطالبات کی تحریک کو باآواز بلند پیش کرتے رہے۔ حافظ لئیق احمد خاں جمالی سجادہ نشین آستانہ جمالیہ رام پور اور مفتی سید شاہد علی رضوی کی قیادت میں چل رہی ''جیل بھرو تحریک'' کی مارچ ۱۹۸۶ء میں حضرت نے حمایت کا اعلان فرمایا، حضرت کے اعلان کے بعد تحریک میں جان آئی۔ راقم بھی ایک دن جیل میں رہا۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (اب اندھرا پردیش کے گورنر ہیں) اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے سیاسی صلاح کار مسٹر ایم۔ ایل۔ بھوتیدار نے ۷/نومبر ۱۹۸۹ء میں بابری مسجد کے قضیہ پر آپ سے مفاہمت کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ دریں اثنا دوسرے قائدین نے اپنے کو مسلم رہنما پیش کرکے کچھ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کی جس پر آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور ایسے رہنماؤں کے بائیکاٹ کی عوام سے اپیل کی۔ (روزنامہ امراجالا آگرہ ۱۰/نومبر ۱۹۸۹ء)

جنوری ۱۹۹۵ء دوپہر دو بجے کی بات ہے کہ وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری جانشین مفتیٔ اعظم کی خدمت میں وزیر اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ وہ راقم السطور سے واقفیت رکھتے تھے، میں نے ان کی حضرت سے ملاقات کرائی، انہوں نے وزیر اعظم کا تحریر کردہ خط زبانی طور پر بتایا کہ وزیر اعظم ہند آپ کی

شخصیت سے بہت متاثر ہیں اور ملاقات کر کے دعائیں لینا چاہتے ہیں۔ آپ دولت کدے پر آنے کی اجازت عنایت فرمادیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں مذہبی آدمی ہوں، مجھے میرے بزرگوں نے جن امور کی ذمہ داری دی ہے اسی کو انجام دینے میں مصروف ہوں، میں سیاسی نہیں ہوں، اوراس کے علاوہ وزیر اعظم کے ہاتھ بابری مسجد کی شہادت میں ملوث ہیں۔ پوری امت مسلمہ ناراض ہے۔ کسی بھی صورت میں ملاقات کرنا پسند نہیں ہے۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ شریف آنا چاہتے ہیں تو آئیں اور حاضری دے کر چلے جائیں۔

میں عینی شاہد ہوں کہ باوجود ہزار کوشش کے حضرت نے ملاقات نہیں فرمائی جبکہ وزیر اعظم ہند ۲ رگھنٹہ بریلی کے سرکٹ ہاؤس میں آپ کا انتظار کرتے رہے۔

حالات حاضرہ کے شرعی تقاضے

ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ زمانہ کے حالات اور کوائف پر نظر رکھتے ہوئے شرعی اور آئیلی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔ ۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ ''الیکشن کمیشن'' نے تمام باشندگان ملک کے لیے ''شناختی کارڈ'' کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دیدیا تھا۔ اس ''شناختی کارڈ'' میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتاء میں ''شناختی کارڈ'' بنوانے یا نہ بنوانے کے لئے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کردی کہ ہر کام میں مثلاً بینک اکاؤنٹ، خرید وفروخت، ملازمت تعلیم وتدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ''مجلس شرعی'' کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت جانشین مفتیٔ اعظم نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ''شناختی

کارڈ'' بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ'' اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی ۔ لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لیے تصویر کھچوانے کی اجازت ہوگی'' ۔ (فروری ۱۹۹۵ء مجلس شرعی مبارکپور)

عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت عطا فرمائی، تو ایک طبقہ میں نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر حضرت کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں:

> ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم نہیں بلکہ ماہر و تجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہیے ۔ اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے ۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں ۔ اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہیے۔ کسی حرام شئی کے مباح ہونے کا فتویٰ اس وقت دیا جائے گا جبکہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے ۔ الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے ۔ (قلمی فتویٰ)

عرب دنیا میں مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت

جانشین حضور مفتیٔ اعظم نے ہند و پاک کے علاوہ درجنوں عرب ممالک کا تبلیغی سفر فرمایا، اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے مسلک کی ترویج و اشاعت کے لئے آپ انتھک جدو جہد فرما رہے

ہیں۔ اس کی ایک عظیم مثال یہ ہے کہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں ''روزنامہ الھدی ابوظبی'' نے خصوصی نمبر شائع کیا۔ جس میں یہ لکھا کہ ''بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، نیا مذہب ہے''۔ تاج الشریعہ کو یہ پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی کہ عرب کی دنیا میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ آپ نے ''متحدہ عرب امارات'' سے شائع ہونے والے (۱۱) گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور ''روزنامہ الہدیٰ'' کا جواب عربی میں ترتیب دے کر شائع کرایا۔ اور باضابطہ طور پر برصغیر میں ایک مہم چلائی تاکہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے۔ حضرت نے ہندستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔

غیر مقلدین کے فتنۂ عظیم کا سدباب

غیر مقلدین نے ۱۹۹۳ء میں اپنے اعتقاد و مسلک کی تشہیر کے لیے ایک نیا فارمولہ ایجاد کیا کہ ہر اس مسئلہ نزاعی کو میڈیا میں پیش کیا جائے جس سے امت مسلمہ میں انتشار پھیلے اور وہ احناف کے خلاف ہو۔ اسی عندیہ کے پیش نظر ۳۰ رمئی ۱۹۹۳ء کو ایک مجلس میں تین طلاق کا مسئلہ میڈیا میں اچھال دیا گیا کہ:

> اب کوئی شوہر اگر تین بار طلاق کہے تو شریعت کے مطابق طلاق نہیں مانا جائے گا، اور اس سے مرد و بیوی اس کے حکم اور ذمہ داری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی شوہر ایک ساتھ تین بار طلاق دے تو اسے قانوناً ایک ہی طلاق کہا جائے گا اور شریعت کے مطابق اسے بدلا بھی جا سکتا ہے''۔

(روزنامہ امراجالا بریلی ۳۰ رمئی ۱۹۱۳ء)

جب جانشین حضور مفتیٔ اعظم کو غیر مقلدین کے گمراہ کن بیان کی اطلاع ہوئی

تو آپ نے ایک پریس کانفرنس بلاکر فتویٰ جاری فرمایا، جس میں واضح طور پر لکھا کہ:

> تین طلاق نام ونہاد جمعیت اہل حدیث کا ایک بیان اخبار میں ملاحظہ ہوا جو نہ صرف حنفی بلکہ شافعی، مالکی اور حنبلی سبھی ائمہ مذاہب کے نزدیک صریح خلاف اور نا قابل عمل، مردود و باطل ہے، اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش نیز سیاسی چال ہے۔ مجلس واحد میں دی گئی تین طلاق تین ہی مانی جائے گی۔ اس پر سبھی ائمہ کا اتفاق ہے۔
>
> (روزنامہ دینک جاگرن بریلی ۳۱ر مئی ۱۹۹۳ء)

بریلی میں مدارس کا قیام

بعض ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے جانشین حضور مفتیٔ اعظم اور آپ کے برادر اصغر مولانا منان رضا خاں منانی بریلوی نے ۱۹۸۲ء میں ''جامعہ نوریہ رضویہ'' کے قیام کا فیصلہ کیا، کوئی معقول جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جامعہ نوریہ کو پرانا شہر کی تاریخی مسجد بمعروف مرزائی مسجد محلہ گھیر جعفر خاں میں سرے دست شروع کر دیا۔ صدر العلماء مولانا مفتی تحسین رضا خاں بریلوی اس کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں زمین حاصل ہو جانے کے بعد جامعہ نوریہ کو محلہ باقر گنج بریلی میں منتقل کر دیا گیا۔

بریلی سواد اعظم اہل سنت کا مرکزی شہر ہے، مگر یہاں پر کوئی ایسا وسیع اور جامع ادارہ نہ ہونے کی وجہ سے تشنگان علوم کو مایوسی ہوتی تھی۔ ۱۹۹۸ء کے اواخر مین راقم السطور کے اصرار پر ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' کے قیام کے لیے منصوبہ بندی اور عملی جامہ پہنانے کی کوششیں تیز ہو گئیں۔ اولاً حضرت راضی نہیں تھے، مگر راقم السطور نے حالات اور ضرورت کا احساس دلایا تو تقریباً دو سال بعد منظوری عنایت فرمادی۔ ۱۹۹۹ء میں بیرون شہر مختلف جگہوں کو دیکھا گیا۔ بالآخر متھرا پور

(بریلی) میں جگہ پسند کرلی گئی۔ ۱۹۹۹ء کے وسط میں سب سے پہلے ۲۴ بیگھہ آراضی کی خریداری ہوئی، بعدہٗ سال بھر میں مختلف اوقات میں ۸۰ بیگھہ آراضی خریدی گئی۔ راقم السطور کی جدوجہد سے "امام احمد رضا ٹرسٹ" بھی وجود میں آیا۔

الحمدللہ، امام احمد رضا ٹرسٹ کے زیر اہتمام "جامعۃ الرضا" حسن وخوبی کے ساتھ تعلیمی اور تعمیری مراحل طے کررہا ہے۔ حضرت کے صاحبزادہ گرامی قدر مولانا عسجد رضا خاں قادری جامعہ کے ناظم اعلیٰ ہیں، انہیں کی نگرانی اور دیکھ ریکھ میں جامعۃ الرضا کا نظام چل رہا ہے۔ چالیس ہزار اسکوائر فٹ پر دو مالا عظیم الشان خوبصورت بلڈنگ میں درس نظامی کی تعلیم ہو رہی ہے۔ ایک ہزار طلبہ کی رہائش کو مدنظر رکھتے ہوئے دارالاقامہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ اب ایک پبلک اسکول اور مسجد کا تعمیری منصوبہ پیش نظر ہے۔ یہ سارا کام حضرت کی سرپرستی میں انجام پذیر ہو رہا ہے۔

کئی زبانوں پر مہارت

تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطا فرمائی ہے، عربی، فارسی اور اردو میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔ آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی مگر خداداد ذہانت وفطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمباؤے، ہرارے، مورشش، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلیڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں انگریزی ہی میں خطاب کرتے ہیں۔ انگریزی میں آپ نے سینکڑوں فتاویٰ تحریر فرمائے، حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتویٰ ۷ر محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۱ء میں الحاج ہارون تار رضوی (لیڈا سمتھ ساؤتھ افریقہ) کے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا، جو دارالسلام اور دارالحرب میں مسلم وذمی کافر سے متعلق ہے۔

انگریزی فتاویٰ کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ افریقہ) سے شائع ہو چکے ہیں۔

نائب انکم ٹیکس کمشنر جناب ظہور افسر خان رضوی بریلوی (حال مقیم اجمیر شریف) سے ابتداءً مشورہ فرماتے تھے۔ مگر موصوف کا یہ تاثر تھا کہ:

> حضرت جن انگریزی الفاظ اور جملوں کا استعمال کرتے ہیں وہ لغات کے اعتبار سے بالکل درست ہوتے ہیں۔ اس طرح کی سلاست وروانی بھری تحریریں مجھے بہت کم دیکھنے کو ملیں۔

انگریزی کے علاوہ آپ کو میمنی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانوں میں بھی صلاحیت حاصل ہے۔ آپ بخوبی ان علاقائی زبانوں کو سمجھتے اور حسبِ ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ ان زبانوں کو سیکھنے کے لیے کبھی بھی آپ نے کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا، یہ خداداد صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ورثہ میں عطا فرمائی ہیں۔

اولادِ امجاد

جانشین حضور مفتیٔ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی سے چھ اولادیں ہیں، جن میں ایک صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری اور پانچ صاحبزادیاں (۱) محترمہ آسیہ بیگم (زوجہ عالی جناب الحاج برہان علی رضوی دہلی) (۲) محترمہ سعدیہ بیگم (زوجہ عالی جناب الحاج منسوب علی خاں رضوی بہیڑی) (۳) محترمہ قدسیہ بیگم (زوجہ مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی دہلی) (۴) محترمہ عطیہ بیگم (زوجہ حضرت مولانا سلمان رضا خاں بریلوی) (۵) محترمہ ساریہ بیگم (زوجہ جناب محمد فرحان رضا) ہیں۔

مولانا عسجد رضا خاں قادری

مولانا عسجد رضا خاں بریلوی کی پیدائش ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ کو خواجہ

قطب میں ہوئی۔ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈال کر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ فرمایا۔ آپ کا پیدائشی نام ''محمد منور رضا محامد'' ہے، اور عرفی نام ''عسجد رضا'' ہے۔

جامعہ نوریہ رضویہ بریلی میں تعلیم حاصل کی، آپ کے ساتھ راقم السطور کو بھی درس و رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ ہم دونوں جامعہ نوریہ رضویہ کے علاوہ صدر العلماء حضرت مولانا مفتی تحسین رضا خاں محدث بریلوی کے دولت کدہ پر شرح جامی اور جلالین شریفین پڑھنے جاتے تھے۔ آپ نے ابتدائی کتب گھر پر مفتی مظفر حسین رضوی اور مفتی ناظم علی قادری سے پڑھیں۔ درس نظامیہ کی متداول کتب بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف وغیرہ والد ماجد تاج الشریعہ سے پڑھیں۔

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے ۲؍شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ/ ۱۷؍فروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار کو عقد مسنون ہوا۔ آپ سے چار لڑکیاں (۱) اریج فاطمہ (۲) امرہ فاطمہ (۳) مزینہ فاطمہ (۴) بشریٰ فاطمہ پیدا ہوئیں۔ امین ملت حضرت مولانا سید شاہ امین میاں سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے عرس قاسمی برکاتی کے مجمع اکتوبر ۲۰۰۱ء میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ والد ماجد نے سند فراغت کے ساتھ ہی ساتھ ۲۰۰۲ء میں تمام سلاسل کی اجازت و خلافت اور اوراد و وظائف اعمال و اشغال میں مجاز و ماذون فرمایا۔ آپ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں، کمپیوٹر وغیرہ جیسے عصری علوم وفنون میں بغیر کسی استاد کے مہارت حاصل کی، اور جدید سے جدید تر کی فہم و فراست میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا عسجد رضا خاں قادری کو اپنے اسلاف کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ: مزید تفصیلی حالات زندگی کے لئے مطالعہ کریں ''تاج الشریعہ حیات اور خدمات'' جو تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہوگی۔ عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔

●●●